U35035 f - 21-12-07

Title — FARAIZ GHAUSIYA.

Creator — Mohd. Salamat ullah.

Publisher — Matba Asah Al matabe (Lucknow)

Date — 1343 H

Pages — 64

Subjects — Islam - Asool. Masaael i Fiqah i Shariat.

إنا نحن نحيي ونميت ونحن الوارثون

فرائض غوثیہ

تقسیم میراث و فرائض کا عام فہم اردو میں مکمل و مستند ذخیرہ

مصنفہ

حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحب قبلہ

اعزازی مدرس مدرسہ عالیہ نظامیہ، رکن جمعیۃ علما ہند، ممبر مسلم اکاڈیمی، منصرم مجلس مؤید الاسلام، نائب صدر مجلس اصلاح المسلمین و مصنف حاشیہ شرح عقائد نسفی،

طریقہ اصلاح مولود شریف، مسلمان و ہوم رول وغیرہ

بفرمایش

برادر مصنف مولانا محمد عنایت اللہ صاحب سکریٹری مسلم اکاڈیمی لکھنؤ

در مطبع اصح المطابع باہتمام شیخ محمد قادر بخش طبع شد

قیمت بلا محصول ١٣٤٣ھ ایک روپیہ

تقریظ

ملک العلما بحر العلوم امام الوقت مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ فرنگی محلی اُستاذ مصنّف علام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام لسیدنا اہلہ اما بعد رسالہ تقسیم میراث اہل اسلام مسمی بہ فرائض غوثیہ مصنفہ برادرم سراپا محبت مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی مین نے مطالعہ کیا سبحان اللہ خوبی ادا کے لحاظ سے اور صحت و تحقیق مسائل کے اعتبار سے اور مسئلہ و اجوبہ کی ترتیب سے اس رسالہ مین جو خوبی آگئی ہے وہ ہر مطالعہ کرنے والے کو مستفید کرتی ہے مین نے بھی استفادہ کیا اور نہایت مسرور ہوا خدا مؤلف کو جزائے خیر دے اور مطالعہ کرنیوالون کو استفادہ کی توفیق عطا کرے اور اہل اسلام کو نفع پہونچائے واللہ ولی التوفیق والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

انا الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ
مورخہ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ

بابِ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد۔ فقیر محمد سلامت اللہ بن جناب مولوی محمد شرافت اللہ انصاری مرحوم فرنگی محلی لکھنوی عرض پرداز ہے کہ چونکہ مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ مین مجھکو تعلیم فرائض کی خدمت سپرد رہتی ہے اور مدرسہ مین طلباء کو جدید طرز حساب سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے اس لیے عرصہ سے خیال تھا کہ اُردو زبان مین تقسیم میراث کے متعلق ایک رسالہ تحریر کرون جو قدیم و جدید طرز کے حساب دانون کو مفید ہو۔ مگر عدیم الفرصتی مانع ہوتی تھی، اب ۱۳۴۲ھ مین جبکہ خلافت و کانگریس کے کامون سے مجھے ایک گونہ سبکدوشی ہوئی تو اُس سال سراجیہ کو ختم کرانے کے بعد فرائض کو کچھ کچھ طور سے املا بھی کرا دیا جسکو اس سال کے زیر درس طلباء عزیزی مولوی رفیع الدین صاحب ساکن نانپارہ ضلع بہرائچ، اور مولوی محفوظ الرحمٰن صاحب ساکن روان تحصیل نظام آباد ضلع اعظم گڈھ، اور مولوی عبدالحی صاحب ساکن قنوج ضلع فرخ آباد نے

جمع کرکے میرے سامنے بغرض تصحیح پیش کیا جابجا اضافہ کیا ساتھ اب مین اسکو کتاب کی
صورت مین ترتیب دیتا ہون دراصل یہ سراجیہ کا ترجمہ ہے اور طریقہ تقسیم میراث کی جدید
طرز پر توضیح اور مشقی سوالات اور دیگر متعلقہ مسائل کا اضافہ ہے اور اپنی دختر نور چشمی
غوثیہ سلمہا زوجہ مولانا قطب الدین محمد عبدالوالی کے نام پر جس کو مین بہت
زیادہ محبوب رکھتا ہون اس کا نام فرائض غوثیہ رکھا ہے اور اس رسالہ کو
مین اپنے مخلص عنایت فرما کرمی جناب سید احمد حسین صاحب رضوی مالک کارخانہ احمد حسین
دلدار حسین" تاجر تمباکوی خوردنی چوک لکھنؤ کے نام سے معنون کرتا ہون' اور تمنا رکھتا ہون کہ
صدقہ مین محمد و آل محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے اللہ تعالی اس خدمت
کو قبول فرمائے اور میرے تمام گناہون کو معاف کردے'

ترکہ | جب کوئی جائداد رکھنے والا شخص وفات کرے تو اسکی تمام جائداد منقولہ اور
غیر منقولہ نقد و جنس جو اس نے خود کمائی ہو یا کسی دوسرے سے اس نے وراثتاً بیعاً
ہبتاً یا کسی اور جائز طریقہ سے حاصل کی ہو اور مرنے کے وقت اسکی ملکیت مین شرعاً ہو
یہ سب خواہ اسکے قبضہ مین ہو یا دوسرون کے ذمہ واجب الادا ہو اس میت کا ترکہ
کہلائے گی' اور اس مین سے سب سے پہلے اس میت کو غسل دیا جائے گا اور اس کا
بقدر حیثیت کفن دفن کیا جائے گا اور قرضے ادا کیے جاینگے پھر بقیہ کے ثلث سے وصیت
پوری کی جائے گی اسکے بعد جو کچھ بچے وہ وارثون پر تقسیم ہوگا'

غسل میت | نہلانے کے واسطے میت کو پاک تختے پر لٹا کر اسکے سب کپڑے اتارلین اور شرمگاہ
کے اوپر پاک کپڑا ڈالدین پہلے بدن کی نجاست دور کردین اور آگے پیچھے ڈھیلون سے
استنجا کرائین پھر وضو کرائین منھ اور ناک مین پانی نہ ڈالین بلکہ انگلی مین کپڑا باندھکر
ان کو صاف کردین اسکے بعد سر اور داڑھی کے بالون کو لعاب گل خیرو یا خطمی سے
دھوئین اور میت کو بائین کروٹ لٹا کر داہنے طرف سر سے پیر تک اور پھر داہنے پہلو پر لٹا کر

بائین طرف سر سے پانون تک تین تین مرتبہ پانی بہائین یہ پانی سادا ہلکا گرم ہو۔ اور اگر ممکن ہو تو بیری کی پتی پڑا ہوا ہلکا گرم ہو اُسکے بعد میّت کے سر اور سینہ کو بطور نشست اُٹھا کر اُسکے پیٹ کو آہستہ آہستہ سوتین اگر پاخانہ یا پیشاب کے مقام سے کچھ نجاست خارج ہو اُسکو پانی سے پاک کرین اُس کے بعد ٹھنڈا پانی کافور ملا ہوا سر سے پانون تک تین مرتبہ میّت پر ڈالدین اور پاک کپڑے سے بدن کو پونچھکر کسی دوسرے تختہ یا چارپائی پر لٹادین اور کفن پہنادین؛

کفن میّت کا کفن سفید کپڑے کا ہونا بہتر ہے خواہ دُھلا ہوا ہو یا نیا کپڑا ہو اور میّت کی حیثیت کے موافق اوسط قیمت کا ہو یعنے اُس قیمت کا کپڑا ہو جس قیمت کا کپڑا وہ اپنی زندگی مین پہن کر دوست اور اعزہ کی ملاقات کو جایا کرتا تھا۔ مرد کے لیے کفن کے تین کپڑے مسنون ہین دو چادرین جو میّت کے قد سے دو بالشت زیادہ لمبی ہون تاکہ دونون طرف مُٹھا بندھ جاسے، اور جسم کے لحاظ سے چوڑی ہون تاکہ نعش لپیٹ دی جاسے اور ایک کفنی جسکی لمبان گردن سے آدھی پنڈلی تک ہو اور اسقدر چوڑی ہو کہ ایک پلّڑے سے میّت کے سامنے کا حصّہ اور دوسرے پلّڑے سے میّت کے پیچھے کا حصّہ ڈہک جاسے کفنی کے دونون پلّڑون کو سینے کی ضرورت نہین ہے بلکہ ایک پلڑا اوپر ڈالدیا جاسے اور دوسرا جسم کے نیچے بچھا دیا جاسے، اور پہنانے کے لیے چاک بنا دیا جاسے،

عورت کے لیے کفن کے پانچ کپڑے مسنون ہین دو چادرین ایک کفنی جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور ایک سینہ بند اور ایک اوڑھنی۔ سینہ بند علی العموم سوا گز لانبا اور سوا گز چوڑا ہوتا ہے اور دونون چادرون کے بیچ مین عورت کے سینے پر لپیٹ دیا جاتا ہے، اوڑھنی کی لمبائی ۲۱ ½ مٹھی اور چوڑائی ایک بالشت ہوتی ہے اور اُس مین عورت کے سر کے بال ڈھانپ کر کے دونون سرے میّت کے دونون طرف

شانون پر ڈال دیے جاتے ہین ۔ نعش کے اوپر جو چادر ڈالی جاتی ہے وہ کفن مین شامل نہین ہے۔

نابالغ لڑکی اور لڑکے کے لیے صرف دونون چادرین اور ایک کفنی بقدر اُن کے جسم کے کافی ہین۔

نماز جنازہ مرد عورت لڑکا اور لڑکی سب کی نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یکسان ہے صرف آخر کی دعاؤن مین فرق ہے۔ چاہیے کہ باطہارت کھڑا ہو اور دونون ہاتھ کانون تک اُٹھائے اور پہلی تکبیر کہکر ہاتھ باندھے اور سبحانک اللھم آخر تک پڑھے اور دوسری تکبیر کہکر درود شریف پڑھے جو نماز مین پڑھا جاتا ہے، تیسری تکبیر کہکر دعا پڑھے، مرد اور عورت کے جنازہ کے لیے اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان پڑھے ۔ نابالغ لڑکے کے لیے اللھم اجعلہ لنا فرطاً واجعلہ لنا اجراً واجعلہ لنا ذخراً واجعلہ لنا شافعاً ومشفعاً نابالغ لڑکی کیلیے اللھم اجعلھا لنا فرطاً واجعلھا لنا اجراً واجعلھا لنا ذخراً واجعلھا لنا شافعۃً ومشفعۃً چوتھی تکبیر کہکر دونون طرف سلام پھیر دے

دفن قبر صندوقی یا بغلی بنائی جاے اور کم از کم نصف قد گہری ہو، اور قبلہ کی جانب سے نعش اُتاری جاے اوسط قیمت کے تختون سے قبر بند کردی جاے، قبر کو کچی رکھنا مسنون ہے،

جب میت کا منھ غسل کے بعد کفن سے بند کردیا جاے پھر اُسکو کسی مقام پر نہ کھولنا چاہیے،

میت کے غسل دینے اور قبر مین اتارنے مین اعزّہ کا حق مقدم ہے اُسکے بعد دیگر مسلمانون پہ لازم ہے،

ایصال ثواب سیوم، چالیسوان یا دیگر فواتح جو صرف میت کو ثواب پہونچانے کے واسطے

کیے جاتے ہین نام نمود یا برادری کا لزوم نہو تو وہ شرعاً کوئی قباحت نہین رکھتے، البتہ اُسکے اخراجات میّت کی جائداد سے نہین لیے جا سکتے ہین جسوقت تک کہ تمام ورثار کی رضامندی نہ حاصل کرلیجاے مگر یہ ادائگی قرضہ اور نفاذ وصیّت پر کسی حالت مین مقدم نہونگے۔ ہر وارث کو اپنے زرپیہ سے اس قسم کے ثواب پہنچانیکا حق حاصل ہے،

تجہیز و تکفین یہ جو کچھ اوپر ذکر ہو چکا ہے اُسی کو تجہیز و تکفین کہتے ہین اور یہی وہ اخراجات ہین جو میّت کی جائداد سے سب سے پہلے لیے جائینگے اور اگر میّت کی جائداد نہو تب یہ اخراجات اُس شخص پر ہونگے جسکے اوپر میّت کی زندگی مین نان و نفقہ فرض تھا اگر ایسے لوگ نہون تو عام مسلمانون پر تجہیز و تکفین واجب ہے

قرضہ تجہیز و تکفین کے اخراجات کے بعد ترکہ سے جسقدر باقی رہے اُسمین سے میّت کے ذمہ کا قرضہ ادا کیا جاے گا،

قرضون کی دو قسمین ہین، ایک وہ قرضہ جو بندون کا میّت کے ذمہ ہو اور دوسرا وہ قرضہ جو خداوند تعالی کا میّت کے ذمہ ہو،

بندون کے قرضہ کی بھی دو قسمین ہین ایک حالت صحت کا یعنی میّت کے ذمہ کا وہ قرضہ جو شہادت سے ثابت ہو یا میّت نے اپنی حالت صحت مین اُس قرضہ کا اقبال کیا ہو، دوسرا وہ قرضہ جسکا میّت نے مرض الموت کی حالت مین اقرار کیا ہو، اور اگر کوئی قرضہ مرض الموت مین شہادت سے ثابت ہو جاے خواہ وہ مرض الموت ہی کے زمانہ کا ہو، تو وہ بھی دین صحت سمجھا جاے گا۔ اسی طور سے اگر زوجہ کے مہر کی ادائگی یا معافی ثابت نہو تو وہ بھی بندون کے قرضے مین داخل سمجھا جائیگا۔

تجہیز و تکفین کے بعد جس قرضہ کا ادا کرنا لازم ہے وہ بندون کا قرضہ ہے پس تجہیز و تکفین کے بعد میت کے ترکہ مین سے جو کچھ باقی ہے اگر وہ بندون کے قرضہ ادا کرنے کے واسطے کافی

ہی تو دین صحت اور دین مرض سب ادا کردیے جائین اور اگر بقیہ جائداد کفایت نہ کرے تو اگر صرف ایک قرضخواہ ہی تو جو کچھ جائداد باقی ہی وہ سب اسکو دیدی جاسے اور جو کچھ اُسکا قرضہ میت کے ذمہ باقی رہ جاسے قرضخواہ کو اختیار ہی چاہے اُسکو میت کو معاف کردے یا قیامت کے دن کے واسطے اُٹھا رکھے۔ اور اگر قرضخواہ کئی ایک ہین اور جائداد سب کو کفایت نہین کرتی ہی تو اگر سب دین صحت یا سب دین مرض کے قرضخواہ ہین تو اُن سب کو بمقدار قرض کے موافق حصہ رسدی ادا کیا جائیگا، مثلاً ایک شخص مرا اور اُس کے ذمہ زید کے دو سو روپیہ اور خالد کے ایک سو روپیہ قرضہ ہین اور ترکہ بعد تجہیز وتکفین کے جو بچا ہے وہ صرف ساٹھ روپیہ ہین تو اس صورت مین زید کو چالیس روپیہ اور خالد کو بیس روپیے ادا کیے جائینگے اور مابقی قرضہ کو معاف کرالیا جاسے،

اگر قرضخواہ متفرق دیون کے ہین یعنی بعض قرضخواہ دین صحت کے ہین اور بعض قرضخواہ دین مرض کے ہین اور جائداد دونون قسم کے قرضون کو کفایت نہین کرتی ہی تو اُس صورت مین صرف دین صحت کے قرضخواہون کو بقیہ ترکہ سے جہانتک ہوسکے کل یا حصہ رسدی دیا جاسے گا اور دین مرض کے قرضخواہ کچھ نہ پائینگے اُن سے مُعاف کرانے کی کوشش ہونا چاہیے،

خداوند تعالیٰ کا قرضہ یہ ہے کہ کوئی فرائض مالی یا بدنی میت کے ذمہ باقی رہ گئے ہون جیسے کہ زکوٰۃ ادا کرنا رہ گیا ہو یا حج کا فریضہ نہ ادا کیا ہو اسی طور سے کوئی کفارہ یا نذر کی ادائگی باقی ہو یا نماز روزہ چھوٹ گیا ہو اور اُسکے پورا کرنے کی نوبت نہ آئی ہو، اِس قسم کے قرضون کی ادائگی مثل بندون کے قرضون کے لازم نہین ہے بلکہ اگر میت نے اِن کے ادا کرنے کے لیے وصیت کی ہو تو اُن کا شمار وصیت مین ہوگا اور بقیہ مال کے ثلث سے مثل دیگر وصیتون کے پورا کیا جاسے گا،

وصیت جبکہ مرنے والے نے اپنی زندگی ہی مین اپنے موت کے بعد کے لیے اپنی جائداد

کے کُل یا جزو کا زبانی یا تحریری کچھ انتظام کیا ہو تو جو کچھ ترکہ قرضہ ادا کرنے کے بعد بچا ہو، اُس بقیہ کے صرف تہائی حصہ سے اُن بتائے ہوئے اخراجات اور انتظامات کو پورا کرنا لازم ہوگا،

وصیت اگر کسی وارث کے نام ہے تو وہ جائز نہیں ہے البتہ اگر اور تمام وارث رضامند ہو جائیں تو اُس کا نفاذ ہو سکتا ہے۔

وصیت کا نفاذ بقیہ مال کے ثلث پر ہوتا ہے البتہ اگر سب وارث رضی ہو جائیں تو ثلث سے زائد یا کل پر بھی نفاذ ہو سکتا ہے،

وصیت اگر حرام کاموں کے واسطے ہو تو وہ کسی حال میں پوری نہیں کی جا سکتی،

وصیت اگر بقیہ مال کے ثلث سے زائد ہے اور زیادتی پر ورثا راضی نہیں ہیں تو وصیت کے اخراجات بحصہ رسدی کم کر دیے جائیں گے تا کہ ثلث مال کے اندر آجائیں۔

ورثا میت کے شرعی رشتہ دار جنکی وراثت قرآن پاک یا حدیث شریف یا اجماع اُمّت یا قیاس مجتہد سے ثابت ہے، اور جو میّت کی روح نکلنے کے وقت زندہ ہوں یا حمل میں ہوں اور بعد کو زندہ پیدا ہوں وہ سب میّت کے ورثا کہلاتے ہیں اُن سب کی تین قسمیں ہیں، ذوی الفروض، عصبات، ذوی الارحام۔ وراثت کے لیے شرعی قرابت شرط ہے پس غیر منکوحہ عورت یا اُس سے پیدا کی ہوئی اولاد یا متبنے وارث نہیں ہوتے ہیں اور اسی طور سے عاق کیا ہوا لڑکا وراثت سے محروم نہیں ہوتا ہے۔ وراثت کے احکام میں رواج اور تمادی ایام کا شرعاً کوئی لحاظ نہیں ہے، مورث کی زندگی میں کسی وارث کو مورث کی جائداد میں کوئی حق نہیں پہونچتا، اسی طرح کسی وارث کا اپنے آئندہ ملنے والے ترکہ سے دست برداری کا اقرار کالعدم ہے،

ذوی الفروض میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کا حصہ میّت کی جائداد میں قرآن پاک میں

خاص طور سے مقرر کیا گیا ہے وہ ذوی الفروض کہلاتے ہین اور وہ بارہ اشخاص ہین جن مین سے چار مرد اور آٹھ عورتین ہین :-

(۱) میّت کا باپ (۲) جدّ صحیح یعنی میت کے باپ کا باپ یا میت کے دادا کا باپ یا اور اسکے اوپر (۳) میت کا شوہر (۴) میت کے اخیانی بھائی (اخ لام) یعنی وہ بھائی جو میّت کی مان کے پیٹ سے پیدا ہون لیکن باپ دوسرا ہو (۵) میت کی بیوی (زوجہ) (۶) لڑکی (بنت) (۷) پوتی یا پر پوتی یا اور اُسکے نیچے کی پوتی (۸) سگی بہن (اخت لاب وام) یعنی وہ بہن جسکے مان اور باپ وہی ہون جو میّت کے مان باپ ہین اس کو اخت عینی بھی کہتے ہین (۹) سوتیلی بہن (اخت لاب) یعنی وہ بہن جسکا باپ وہی ہو جو میّت کا باپ ہے لیکن مان دوسری ہو اُسکو اخت علاّتی بھی کہتے ہین (۱۰) اخیانی بہن (اخت لام) یعنی وہ بہن جسکی مان وہی ہو جو میّت کی مان ہے لیکن اُس بہن کا باپ دوسرا ہو اس طور سے کہ جب مان کا شوہر فوت ہو گیا ہو یا اُس سے طلاق ہو گئی تو مان نے دوسرا شوہر کیا ہو تو مان کے پہلے شوہر کی اولاد جو اُس مان سے پیدا ہے اور مان کے دوسرے شوہر سے جو اولاد پیدا ہے وہ اخیانی بھائی بہن ہونگے جنکو ہمارے شہر لکھنؤ مین مادر جائے بھائی بہن کہتے ہین اسی طور سے رنڈیون اور فاحشہ عورتون کی اولادین جن کے باپ نا معلوم ہوتے ہین ایک مان کی سب اولادین اخیانی بھائی بہن ہونگے (۱۱) مان (ام) یعنی وہ عورت جسکے پیٹ سے میت پیدا ہو۔ (۱۲) دادی (جدّہ صحیحہ) میّت کے باپ یا دادا یا اُسکے اوپر کے دادا کی مان دادی یا نانی پرنانی وغیرہ اور میّت کی مان کی مان اور نانی پرنانی وغیرہ،

ان تمام ذوی الفروض مین سے بیوی اور شوہر ذوی الفروض سببیہ کہلاتے ہین اور باقی دس ذوی الفروض نسبیہ کہلاتے ہین،

عصبات میت کا وہ عزیز یا متعلق جسکو قرآن پاک یا حدیث شریف مین وارث بنایا گیا ہو لیکن اُس کا کوئی حصّہ مقرر نہ کیا گیا ہو بلکہ ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بعد جو کچھ جائداد بچے وہ اور اگر ذوی الفروض مین سے کوئی نہو تو سب متروکہ اُس کو دلوادیا گیا ہو وہ میت کا عصبہ کہلاتا ہے

عصبہ کی دو قسمین ہین ایک عصبہ نسبیہ دوسرے عصبہ سببیہ

عصبہ نسبیہ وہ عصبہ ہے جو کہ میت کا دادھیالی عزیز ہو اور اسکے اور میت کے درمیان کوئی عورت واسطہ نہ پڑتی ہو،

عصبہ سببیہ وہ عصبہ ہے جو کہ میّت کا رشتہ دار نہو مگر بموجب حدیث شریف اسکی عصوبت ثابت ہو وہ مولی العتاقہ اور اُسکے عصبات ہین۔ مولی العتاقہ وہ شخص ہو جس نے میّت کو غلامی سے آزاد کیا۔

عصبہ نسبیہ کی تین قسمین ہین، عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ، عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ ہر وہ مرد ہے جو کہ خود بالذات عصبہ ہو، مثلاً بیٹا، پوتا، بھائی، بھتیجہ، چچا، چچا زاد بھائی وغیرہ۔

عصبہ بغیرہ ہر وہ عورت ہے جو کہ خود ذوی الفروض مین سے ہو مگر اپنے بھائی کی وجہ سے جو عصبہ بنفسہ ہو عصبہ ہو جاے ایسی حالت مین اُس عورت کو اپنا مقررہ حصہ نہین ملے گا بلکہ بموجب قاعدہ للذکر مثل حظ الانثیین اپنے عصبہ کرنے والے بھائی کا نصف پائیگی مثلاً میّت کی بہن کو کہ جب اُس کا بھائی ہو تو جو کچھ بھائی کو ملے گا اُس کا آدھا بہن کو ملے گا، اسی طور سے میّت کی پوتی میّت کے پوتے کے ساتھ اور میّت کی دختر میت کے فرزند کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے،

عصبہ مع غیرہ۔ وہ ذی فرض عورت ہے جو دوسری ذی فرض عورت کی وجہ سے عصبہ ہو جاے مثلاً میّت کی بہن، میّت کی دختر کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہے

ذوی الارحام میّت کے تمام دادھیالی اور ننھیالی رشتہ دار جو کہ ذوی الفروض اور عصبہ

نہون ذوی الارحام کہلاتے ہین۔ مثلاً نواسیان۔ ماموں۔ بھتیجی۔ پھوپھی۔ بھانجی
خالہ۔ نانا وغیرہ۔
اُصول تقسیم ترکہ میت کا مال جو تجہیز و تکفین، ادائے قرضہ اور اجراے وصیّت کے بعد باقی بچا ہو
اُس مین سے پہلے ذوی الفروض کو اُن کے حصے دیے جائینگے اُسکے بعد جو کچھ بچے
وہ عصبات نسبیہ کو دیدیا جاے اگر میت کے یہ عصبات نہون تو عصبات سببیہ کو
یا اُن کے عصبات کو دیا جاے گا اور اگر کسی قسم کے عصبات نہون تو بچا ہوا مال دوبارہ
ذوی الفروض نسبیہ پر موافق اُن کے حصون کے تقسیم کردیا جاے گا اس دوبارہ تقسیم
کو رد کہتے ہین اسکے مستحق زوج اور زوجہ نہین ہین کیونکہ یہ ذوی الفروض سببیہ ہین اور
اگر میّت کے ذوی الفروض نہون تو کل بچا ہوا مال (بعد از اجراے وصیت وغیرہ)
عصبہ نسبیہ کو ملے گا انکی عدم موجودگی مین عصبہ سببیہ کو اُسکی بھی عدم موجودگی مین
عصبہ سببیہ کے عصبہ کو ملے گا۔ چونکہ ہمارے زمانہ مین غلامی شرعی حیثیت سے مفقود ہے
لہذا عصبہ سببیہ اور اُنکے عصبہ کا درجہ اور وجود نہین ہے، اگر میّت کے ورثا مین
ذوی الفروض اور عصبات مین سے کوئی نہو تو یہ مال ذوی الارحام پر تقسیم ہوگا۔
اگر ذوی الارحام بھی زندہ نہون یعنی میّت کے کسی قسم کے رشتہ دار نہون تو مولی الموالاۃ
کو مال دیا جاے گا۔ اگر مولی الموالاۃ بھی نہو تو اُس مجہول النسب شخص کو دیا جاے گا
جسکی عزیزداری کا میت نے اقرار کیا ہو مع اُن شرائط کے جو آئندہ لکھے ہین، اگر ایسا
مجہول النسب شخص بھی کوئی نہو تو پھر اُس شخص کو دیا جاے گا جسکے لیے میّت نے
تمام مال کی وصیت کی ہے، اگر موصی لہٗ بجمیع المال بھی نہو تو اسلامی حکومت مین منتظم
بیت المال کو دیا جاے گا، اگر کسی مقام پر جیسے ہندوستان اسلامی بیت المال نہو
یا بیت المال ہو مگر بموجب قواعد شرعیہ منتظم نہو جیسے سلطنت ترکیہ وغیرہ مین تو ایسی
صورت مین یہ تمام مال میّت کے زوج یا زوجہ کے اعزہ یا میّت کے رضاعی اعزا کو

دیا جاے گا اور اگر وہ بھی نہون تو اُس مقام کے عام مسلمانون کا حق ہے کسی صورت سے غیر مسلم حکومت کو مسلمان کا مال بالواسطہ یا بلاواسطہ پانے کا حق نہین ہے،

مولی الموالاۃ صورت مولی الموالات کی یہ ہے کہ ایک شخص جسکا نسب کسی کو نہ معلوم ہو وہ کسی دوسرے شخص سے معاہدہ کرے کہ جب مین مرجاؤن توتم میرے وارث ہونا اور جب مین قتل کا مرتکب ہون توتم میری طرف سے دیتہ ادا کرنا یعنی جان کا بدلا مال سے دینا پس اگر وہ دوسرا شخص کہدے کہ مین نے قبول کیا تو معاہدہ ہوگیا اور یہ دوسرا شخص اُس پہلے شخص کا وارث ہوگا اور اگر یہ دوسرا شخص بھی مجہول النسب ہے اور اُس نے پہلے شخص سے اپنے نسبت بھی ایسا ہی کہا اور پہلے شخص نے قبول کرلیا تو اب یہ دونون ایک دوسرے کے وارث ہونگے، ان لوگون کو اختیار ہے کہ اپنے اس معاہدہ کو توڑ ڈالین مگر یہ اختیار اسی وقت تک حاصل ہے جب تک کہ اُسکے ساتھی نے اُس کی طرف سے دیتہ ادا نہین کی ہے، یہ لوگ اُسی وقت وارث ہونگے جبکہ میّت کے ذوی الفروض اور عصبات اور ذوی الارحام کوئی نہون،

مقر لہ بالنسب جب میت کے مولی الموالاۃ نہون تو مال ایسے شخص کو دیا جائیگا جو کہ مجہول النسب ہو اور میّت نے اُسکے عزیز ہونے کا اقرار کیا ہو اور اُس اقرار پر آخر دم تک قائم رہا ہو اور اس اقرار سے دوقعی اُس مجہول کا نسب نہ ثابت ہوگیا ہو اس مین تین شرطین ہین :-

(۱) میّت اُس مجہول النسب کے ساتھ اپنی ایسی عزیزداری کا اقرار کرے کہ اُسکے نسب کا ثبوت کسی دوسرے شخص پر ہو (۲) اور وہ دوسرا شخص میت کے اُس اقرار کی تائید نہ کرے اور نہ اور کسی صورت سے اُس مجہول کا نسب اس دوسرے شخص کے ساتھ ثابت ہوجاے مثلاً میّت نے کسی مجہول النسب کی نسبت یہ

اقرار کیا ہو کہ یہ میرا بھائی ہے اور میت کے باپ نے اس مجہول النسب کو اپنا بیٹا نہ تسلیم کیا ہو اور نہ کسی اور صورت سے اُس مجہول النسب کا نسب حسب قواعد شرعیہ میت کے باپ کے ساتھ ثابت ہوا ہو تو وہ مجہول النسب اس درجہ پر میّت کا وارث ہوگا اور اگر میت نے کسی مجہول النسب کو کہدیا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا جس شخص کو میت نے اپنا بھائی کہا تھا میّت کے باپ نے بھی اقرار کر لیا کہ وہ مجہول النسب واقعی اس کا بیٹا ہے اور کوئی قاعدہ شرعیہ مانع بھی نہین ہے تو یہ مجہول النسب واقعی میّت کا عزیز ہو جاے گا اور اس درجہ سے ہٹ کر میت کے عصبات مین داخل ہو جائیگا (۲) میّت اپنے اس اقرار پر اپنے موت تک برقرار رہے پس اگر میّت نے پہلے اقرار کیا ہو اور بعد کو پلٹ گیا ہو اور اپنے اس اقرار کی تردید کر دی ہو تو پھر یہ مجہول النسب وراثت پانے کا مستحق نہوگا

مقرلہ بالنسب علی الغیر اُسی وقت وراثت پاتے ہین جب میّت کے کسی قسم کے رشتہ دار اور مولی الموالاۃ موجود نہون،

موصی لہ بجمیع المال جبکہ مقرلہ بالنسب علی الغیر بھی موجود نہو تو میت کا مال جو بعد تجہیز و تکفین کے بچا ہے وہ اُس شخص کو دیا جاے گا جسکے لیے میت نے اپنے تمام مال کی وصیّت کی ہے کیونکہ وصیت کے اجرا کو ثلث مال تک جو محدود کیا گیا تھا وہ وارثون کی وجہ سے تھا اب جبکہ کسی قسم کے وارث موجود نہین ہین تو اب میّت کی خواہش پوری کر دی جاے گی اور کل مال اُسی شخص کو دیا جاے گا جسکو میت نے اپنا پورا مال دینے کی وصیت کی ہے۔

بیت المال اسلامی سلطنت کا وہ خزانہ جس سے کہ اخراجات موافق احکام شرع (جو بیت المال کے متعلق ہین) پورے کیے جاتے ہون بیت المال کہلاتا ہے اُس مین تمام مسلمان مردون اور عورتون کے حقوق برابر ہوتے ہین انگریزی سلطنت یا دیگر غیر مسلم سلطنتون کا

خزانہ کسی صورت سے بیت المال کے حکم مین نہین آتا ہے البتہ وہ اسلامی انجمنین جو صرف مسلمانون کے ہاتھ مین ہون اور مسلمانون کی صحیح نمائندگی کرتی ہون اور اُن کے قیام اور اخراجات موافق شرع شریف ہون تو اُن کے خزانے ایک گونہ بیت المال سے مشابہت رکھتے ہین بشرطیکہ یہ روپیہ مصالح مسلمین مین موافق شرائط بیت المال خرچ کیا جاسے کیونکہ جب موصی لہٗ بجمیع المال بھی موجود نہین ہے تو میّت کا مال زوج یا زوجہ کے رشتہ دارون یا رضاعی اعزہ کو ملتا ہے اور جب وہ بھی نہون تو اس مال مین تمام مسلمانون کا حق ہے یہ ظاہر ہے کہ میّت کا مال تمام مسلمانون پر کیونکر تقسیم ہوسکے گا تو ایسی صورت مین یہ مال اُس ملک کی خالص اسلامی انجمن کو دیدیا جاسے جو غیر مسلم کے اقتدار سے آزاد ہو اور اُس مال کو صرف مسلمانون کے مصالح پر خرچ کرے اور وہی اخراجات کرے جو ایسے لاوارث مال کے لیے بیت المال کے احکام مین درج ہین۔

موانع ارث جبکہ میّت کے وارث مین مندرجہ ذیل چار باتون مین سے کوئی ایک بھی پائی جائیگی تو وہ میّت کے ترکہ سے کچھ نہین پاسے گا یعنی اسمین وارث ہونیکی صلاحیت نہین رہتی ہے اور وہ ترکہ پانے سے محروم رہتا ہے۔

(۱) وارث شرعی غلام ہو (۲) وارث اپنی مورث کا قاتل ہو بشرطیکہ یہ قتل ایسا ہو جس سے قصاص یا کفّارہ لازم آتا ہو (۳) وارث اور مورث مین دین کا اختلاف ہو۔ (۴) وارث اور مورث مین اختلاف دارین ہو۔ اس چوتھی بات کا تعلق صرف غیر مسلمون سے ہے،

غلامی ہمارے زمانہ مین غلامی کا وجود نہین باقی رہا کیونکہ دعویداران تہذیب نے سلطنت کی طرف سے غُلامی کو جُرم قرار دیا ہے اور مسلمانون نے جہاد فی سبیل اللہ ترک کردیا ہے تو اب بعض مقامات مثل حجاز وغیرہ مین جو نام کے غلام پاسے جاتے ہین اُن پر شرعی حیثیت سے غُلامی کا اطلاق نہین ہوسکتا ہے اور نہ اس قسم کی

لونڈیان تصرف مین آسکتی ہین بلکہ یہ لونڈی اورغلام مثل ملازمہ و ملازم کے متصور ہونگے
غلامی کی چار قسمین ہین (۱) کامل جسکو قِن کہتے ہین (۲) مکاتب یہ وہ غلام یا لونڈی ہے جس سے یہ کہدیا جاے یا لکھوالیا جاے کہ اگر یہ اسقدر روپیہ ادا کردے تو وہ آزاد ہوجاے گا (۳) مدبر یہ وہ غلام یا لونڈی ہی جسکو مالک نے کہدیا ہو کہ میری موت کے بعد آزاد ہے، (۴) ام ولد یہ وہ لونڈی ہے جسکے ساتھ مالک نے وطی کی ہو اور اُس سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی ہو تو یہ اولاد پیدا ہوتی ہی آزاد ہوتی ہے اور یہ لونڈی مالک کے مرنے پر خود بخود آزاد ہوجاتی ہے،

قتل اگر وارث اپنے مورث کے قتل کا مرتکب ہوا ہو اور یہ قتل ایسا ہے جس سے شرعاً قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہے تو اُس صورت مین وارث قاتل اس مقتول مورث کے ترکہ سے محروم ہوگا،

قتل کی پانچ قسمین ہین (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا، (۴) قتل بالتسبیب (۵) قتل بحق۔ ان سب کی شرعاً سزائین مختلف ہین۔

قتل عمد وہ قتل ہے جو ظلماً ہو اور ایسے ہتیار سے واقع ہو جو تفریق اجزا کردیتا ہے اور اُس سے عموماً موت واقع ہوجاتی ہے مثلاً تلوار بندوق، توپ، گنڈاسا وغیرہ یا اور کسی باڑہ دار چیز سے قتل ہو۔ اس قتل کی سزا قصاص ہے کفارہ نہین ہے قاتل گنہگار سخت ہوگا اور مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا۔

قتل شبہ عمد وہ قتل ہے جو ظلماً ہو مگر ایسے آلہ جارحہ سے ہو جس سے بالعموم موت واقع نہین ہوتی ہے مثلاً لاٹھی مارنے یا کوڑہ لگانے سے موت واقع ہوجاے، اس قتل کی سزا دیۃ اور کفارہ ہے قصاص نہین ہے قاتل گنہگار اور مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا،

قتل خطا، وہ قتل ہے جو غفلت سے واقع ہوجاے اور اُس مین مقتول کے

قتل کا ارادہ نہو مثلاً نشانہ شکار کے لیے لگایا مگر گولی یا تیر انسان کے پڑگیا اور موت واقع ہو گئی یا ایک شخص خواب کی حالت مین دوسرے شخص پر گر پڑا اور وہ دوسرا شخص مرگیا یا ایک شخص کسی جاندار سواری پر جارہا ہے جسکو وہ خود ہانک رہا ہے اور دوسرا شخص اُس سے کچل کر مرگیا یا ایک شخص کے ہاتھ سے کوئی بھاری چیز چھُوٹ جاے اور دوسرا اسکی ضرب سے ہلاک ہوجاے، اِس قتل کی سزا بھی دیت اور کفارہ ہے قصاص نہین ہے قاتل گنہگار بھی نہو گا مگر مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا،

قتل بالتسبیب وہ قتل ہے کہ قاتل کا فعل مقتول سے متصل نہو لیکن سبب ہلاکت ہوجاے مثلاً کسی شخص نے کسی دوسرے کے ملک والی زمین مین کنوان کھودا اور چلا گیا بعد کو کوئی شخص آیا اور اُسمین گرکر مرگیا کنوان کھودنے والے کا فعل باعث قتل ہوا گو اُسوقت قاتل اُس جگہ پر موجود نہ تھا اِس لیے قاتل کچھ سزا کا مستوجب ہوگا کیونکہ دوسرے کی زمین مین فعل سرزد ہوا اور اگر اپنی زمین پر کنوان کھودا ہوتا تو کسی قسم کی سزا بھی نہوتی۔ اِس قتل کی سزا صرف دیۃ ہے قصاص اور کفارہ نہین ہے اور نہ قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا،

قتل بحق وہ قتل ہے جو حفاظت خود اختیاری مین یا کسی شرعی حکم کی وجہ سے واقع ہو۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر مار ڈالنے کے لیے حملہ کیا اُس دوسرے شخص نے اپنے بچانے کے لیے جوابی حملہ کیا جس سے پہلا شخص مرگیا۔ یا کسی دوسرے نے ازروئے قصاص یا ازروے حد شرعی کسی شخص کو قاضی کے حکم سے قتل کیا یا عادل بادشاہ نے اپنے مورث باغی کو یا باغی وارث نے اپنے مورث عادل کو اپنے کو حق پر سمجھ کر قتل کیا اِس قتل کی کسی قسم کی سزا نہین ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ وراثت سے محرومی ہے،

مندرجہ بالا صورتون مین صرف اول کی تین صورتون مین قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے کیونکہ قتل عمد مین قصاص اور قتل شبہ عمد اور قتل خطا مین کفارہ واجب ہوتا ہے اور آخر کی دو صورتون مین یعنی قتل بالتسبیب اور قتل بحق مین وراثت سے محرومی نہین ہے کیونکہ ان دو صورتون مین قاتل پر نہ تو قصاص ہے اور نہ کفارہ واجب ہے'

کوئی باپ اگر اپنے بیٹے کو قتل کر ڈالے اور قتل عمد ہو تو باپ اپنے اُس بیٹے کی وراثت سے محروم ہوتا ہے باوجودیکہ باپ پر اپنے بیٹے کے قتل کے عوض نہ قصاص لازم آتا ہے اور نہ کفارہ اسکی وجہ یہ ہے کہ دراصل اس قتل کی سزا قصاص ہے مگر بوجہ باپ کی شرافت کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا ہے کہ باپ بیٹے کے عوض اور مالک اپنے غلام کے عوض قتل نہ کیا جائیگا اسوجہ سے باپ سے قصاص نہین لیا جاتا ہے یہ حضور رسالت پناہی کا عفو ہے مگر اس سے وراثت سے محرومی نہین دفع ہوتی ہے اگر قاتل مجنون ہو یا نابالغ ہو اُس سے قتل عمد یا شبہ عمد یا خطا سرزد ہو جاسے تو وہ وراثت سے محروم نہوگا اور اسپر کوئی سزا بھی نہین ہے کیونکہ وہ شرعی احکام کا مخاطب نہین ہے مخمور اور مغلوب الغضب قاتل مجنون کے حکم مین نہین ہے

اختلاف مذہب جبکہ مورث اور وارث کے مذہب مین اختلاف ہو یعنی مورث کا کوئی ایک مذہب ہو اور وارث کا دوسرا مذہب ہو تو وارث وراثت سے محروم ہوگا اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ میّت مسلمان ہو اور وارث غیر مسلم ہو تو اس صورت مین سب فقہا و محدثین کے نزدیک وارث میّت کے ترکہ سے محروم ہوگا اور کچھ نہین پاسے گا دوسری صورت یہ ہے کہ میّت غیر مسلم ہو اور وارث مسلم ہو تو اس صورت مین حضرت معاذ بن جبل حضرت معاویہ حضرت حسن بصری حضرت محمد بن حنفیہ حضرت محمد بن علی بن حسین اور حضرت مسروق

رحمہم اللہ کے نزدیک مسلم وارث ہوگا لیکن حضرت علی حضرت زید اور عامۂ صحابہ اور علمار احناف اور شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک وارث نہوگا۔

ہمارے ملک ہندوستان مین ایک جدید مذہب پیدا ہوا جسکے پیرو قادیانی کہلاتے ہین یہ لوگ صورتاً مسلمان ہوتے ہین مگر دراصل وہ غیر مسلم ہین کیونکہ عام علمار ہند نے اُن کے کفر کا فتویٰ دیدیا ہے لہذا اُن کا شمار غیر مسلم مین ہوگا اور وہ وراثت سے محروم ہونگے البتہ ہمارے زمانہ مین اب اس فرقے کے دو گروہ ہوگئے ہین ایک تو وہ ہے جو سابق کے عقیدہ پر قائم ہے اسپر سابق کا حکم ثابت ہے دوسرا وہ گروہ ہے جو مولوی محمد علی اور کمال الدین وکیل کا پیرو ہے اُس کا کفر مشتبہ ہوگیا ہے کیونکہ مولوی محمد علی لاہوری اور اُن کے ہم خیال مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہین اعتقاد کرتے ہین بلکہ مجدد سمجھتے ہین اور بعض دیگر کفریات سے جو اُن کی طرف منسوب ہین برارت کرتے ہین جیسا کہ مولوی کمال الدین لاہوری نے حضرت اُستاذی مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے روبرو میری موجودگی مین اظہار کیا ہے اور بعض ان کی تحریرون سے بھی مترشح ہوتا ہے۔ اسی طرح سے شیعہ فرقے کے کفر مین بھی اختلاف ہے جو شیعہ تحریف قرآن پاک کا اعتقاد رکھتے ہین یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے نہین قائل ہین یا دیگر ضروریات دین کے منکر ہین وہ کافر ہین، ہمارے صوبہ ممالک متحدہ آگرہ واودھ مین بہت سے شیعہ اسی قسم کے ہین اور جو شیعہ حضرات شیخین کو نہین مانتے ہین یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اُن پر فضیلت دیتے ہین یا بعض اور جزئیات سے سنیون سے مختلف ہین بشرطیکہ وہ جزئیات ضروریات دین سے نہون تو اس قسم کے شیعہ کافر نہونگے البتہ ملحدین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا ماننے والے قطعی کافر ہین وہ کسی طور سے وراثت نہین پاسکتے۔ وہابیہ۔ اہل حدیث اور اہل قرآن کے فرقے جو زیادہ تر پنجاب مین ہین

اُن پر اگرچہ بعض متقشف علماء نے کفر کا فتوی جاری کر دیا ہو مگر در اصل اُن کا شمار اہل ہوا، اور غیر مقلدین مین ہے ہمارے نزدیک وہ وراثت سے محروم نہین ہونگے، عیسائی۔ یہودی۔ پارسی۔ آریہ۔ سکھ۔ ہندو مشرکین کے تمام فرقے سب وراثت سے محروم ہونگے کسی صورت سے یہ مُسلم کے وارث نہین ہوسکتے

اختلاف دارین جبکہ اسلام برتری رکھنے والا مذہب ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلی تو ضرورت ہے کہ جو غیر مسلم اسلامی سلطنت کے زیر نگین ہون اُن کے معاملات پر بھی اقتدار رکھے اسی وجہ سے وراثت کے معاملہ مین یہ حکم ہے کہ اگر وارث اور مورث ایک ہی دار کے رہنے والے ہین تو وراثت جاری ہوگی اور اگر مختلف دارون کے رہنے والے ہین تو وراثت نہین جاری ہوگی یہ حکم صرف غیر مسلمین کے واسطے ہے مسلمان اسکے مخاطب نہین ہین بلکہ مسلمان وارث اور مورث جہان کہین موجود ہون چاہے کسی دار اور ملک کے رہنے والے ہون اُن مین وراثت جاری ہوگی

دار الحرب جس مُلک پر ہمیشہ سے کفار کا تسلط ہو یا پہلے اسلامی سلطنت تھی اب کفار نے اُسپر پورا قبضہ کر لیا اور احکام کفر علی سبیل الاشتہار جاری ہوگئے ہین اور احکام اسلامیہ بالکلیہ موقوف کر دیے گئے ہین اور شعائر اسلام و ضروریات دین مین کفار مداخلت کرنے لگے ہین تو وہ ملک دار الحرب کہلاتا ہے مثلاً انگلستان، جرمنی، امریکہ اور فرانس، اسپین وغیرہ

دار الاسلام جو ملک اسلامی سلطنت کے زیر نگین ہو یا جو مُلک پہلے اسلامی سلطنت مین تھا اور اب اُسپر غیر مُسلم کا تسلط ہوگیا ہے مگر کل یا بعض احکام اسلامیہ بھی جاری ہین اور شعائر اسلامیہ اور ضروریات دین مین مداخلت بھی نہین کی جاتی تو وہ ملک دار الاسلام کہلاتا ہے مثلاً افغانستان، اناطولیہ، حجاز، ایران، مصر، عراق، فلسطین، ہندوستان وغیرہ۔

پس اگر غیر مسلم مورث اور وارث مین سے ایک شخص دار الحرب کا رہنے والا ہو اور دوسرا دار الاسلام کا باشندہ ہو تو وراثت جاری نہ ہوگی مثلاً افغانستان اور

لندن کے غیر مسلم باشندگان کے درمیان وراثت نہین ہے غیر مسلم کا عارضی قیام کسی دار کا معتبر نہو گا بلکہ اُس کا رجوع اصل دار کی طرف ہو گا۔ مثلاً جرمنی کا ایک غیر مسلم باشندہ عراق مین کچھ دنون کے لیے آکر مقیم ہوا اور مر گیا اور اُس کا وارث غیر مسلم عراق کا اصلی باشندہ ہے تو گو وارث اور مورث بظاہر ایک ہی ملک یعنی عراق مین تھے مگر اِن دونون مین وراثت نہین جاری ہو گی کیونکہ مورث کا اصلی وطن جرمنی ہی جو دار الحرب ہے اور وارث کا وطن عراق ہے جو دار الاسلام ہے،

جو غیر مسلم اسلامی سلطنت کی رعایا ہو یا دوسری جگہ سے ترک وطن کر کے دار الاسلام مین ہمیشہ کے واسطے مقیم ہو گیا ہو اور جزیہ وغیرہ ادا کرتا ہو وہ ذمی کہلاتا ہی۔ مثلاً افغانستان مین ہندو سکھ وغیرہ،

جو غیر مسلم اسلامی سلطنت مین آکر چند دنون کے واسطے عارضی قیام کرے اور پروانہ حاصل کرلے تو وہ مستامن کہلاتا ہے، مثلاً قسطنطینیہ مین انگریزی و روسی سفرا و تاجر و معلین وغیرہ،

تمام دار الحرب کے لوگ اور سب غیر مسلم جہانتک وراثت کا تعلق ہے سب ایک دار اور ایک مذہب کے لوگ متصور ہونگے، البتہ اگر دو دار الحرب کے درمیان جنگ کی حالت ہو تو وہ دونون دار مختلف دار سمجھے جائین گے،

فروض خداوند تعالی نے قرآن پاک مین بارہ ذوی الفروض کے لیے چھ قسم کے حصے مقرر کیے ہین جو ذیل کی دو صنفون مین تقسیم ہوتے ہین۔

صنف اول۔ ثمن یعنی آٹھوان حصہ (⅛) ربع یعنی چوتھائی حصہ (¼) نصف یعنی آدھا حصہ (½)

صنف دوم۔ سُدس یعنی چھٹا حصہ (⅙) ثلث یعنی تہائی حصہ (⅓) دو ثلث

یعنی دو تہائی حصہ (⅔)

ان حصون کی تقسیم مندرجۂ بالا دو صنفون پر اس بنا پر ہوگئی ہے کہ ہر صنف مین چھوٹے عدد کا دوگنا بیچ کا عدد ہے یعنی ثمن کا دوگنا ربع ہے اور سُدس کا دوگنا ثلث ہے اور بیچ کے عدد کا دوگنا بڑا عدد ہے یعنی ربع کا دوگنا نصف اور ثلث کا دوگنا دوثلث ہے اور پھر لازماً دونون صنفون مین بڑے عدد کا آدھا بیچ والا عدد ہے یعنی نصف اور دوثلث کا آدھا ربع اور ثلث ہے اور بیچ والے عدد کا آدھا چھوٹا عدد ہے یعنی ربع اور ثلث کا آدھا ثمن اور سُدس ہے ،

اب میّت کے باپ کے حصہ پانے کی مندرجۂ ذیل تین حالتین ہین جو صورت ہو اسکے موافق حصہ دیا جاے گا :-

(۱) اگر میّت نے اپنے پس ماندگان مین اپنے باپ کے ساتھ اپنا لڑکا یا پوتا یا اُس سے بھی نیچے درجہ کا پوتا بھی چھوڑا ہے تو اس صورت مین میت کے ترکہ مین سے بعد اداے دین وغیرہ کے جو کچھ بچا ہے میّت کے باپ کو اُس کا سُدس یعنی اُس کُل بچے ہوے مال کا چھٹا حصّہ ملیگا - مثلاً چھ سو روپیہ ادائگی قرض وغیرہ کے بعد بچا ہے تو میّت کے باپ کو ایک سو روپیہ ملے گا -

(۲) اگر میت نے اپنے باپ کے ساتھ اولاد ذکور نہین چھوڑی ہی بلکہ میت کی بیٹی - پوتی - پر پوتی یا اُسکے نیچے کی پوتی موجود ہے تو اُس صورت مین میت کے باپ کو اُس کا مقررہ حصہ سُدس دیا جاے گا اور جو کچھ تمام ذوی الفروض (شمول حصۂ خود) کے دینے کے بعد بچے گا وہ بھی اُس کو بحیثیت عصوبت کے ملے گا یعنی اُس صورت مین میّت کا باپ اصحاب فرائض مین سے بھی ہوگا اور عصبہ بھی ہوگا - مثلاً زید مرا اور اُس نے اپنے باپ اور لڑکی اور مان کو چھوڑا اور ترکہ چھ سو روپیہ ہے تو لڑکی کو تین سو روپیہ اور مان کو ایک سو روپیہ اور باپ کو

ایک سو روپیہ دیا جاے گا اب جو ایک سو روپیہ باقی رہا ہے وہ بھی باپ کو بحیثیت عصوبت دیا جاے گا تو اب اُس کو کل دو سو روپیہ ملا۔

(۳) اگر میت نے باپ کے ساتھ اپنی کوئی اولاد ذکور وانات مین سے نہین چھوڑی ہے تو اُس صورت مین باپ کا مقررہ حصہ نہین دیا جائیگا بلکہ جس قدر ذوی الفروض کے دینے کے بعد بچے وہ سب باپ کو دیا جاے گا۔ یعنی اس صورت مین باپ صرف عصبہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے باپ ماں اور زوجہ چھوڑی اور ترکہ بارہ سو روپیہ ہے تو زوجہ کو تین سو روپیہ اور ماں کو تین سو روپیہ ملے گا اور باقی چھ سو روپیہ میت کے باپ کو دیا جاے گا،

جدِ صحیح جب میت اور اُسکے کسی دادا کے درمیان کسی عورت کا واسطہ نہ پڑے تو وہ دادا میت کا جدِ صحیح کہلاتا ہے۔ مثلاً باپ کا باپ یا دادا کا باپ یا اُس کے اوراوپر۔ اور اگر درمیان مین کسی عورت کا واسطہ ہو تو اُس دادا کو جدِ فاسد کہتے ہین۔ جیسے ماں کا باپ یا نانی کا باپ یا دادی کا باپ یا باپ کی نانی کا باپ وغیرہ جدِ فاسد نہ تو ذوی الفروض مین سے ہے اور نہ عصبات مین سے ہے اُسکا شمار ذوی الارحام مین ہے،

جدِ صحیح کا وہی حصہ ہے جو میت کے باپ کا ہے اور اُسکی بھی وہی تین صورتین ہین یعنی میت کی اولاد ذکور کی موجودگی مین سدس اور اولاد اناث کی موجودگی مین سدس و عصوبۃ اور میت کی اولاد نہونیکی صورت مین صرف سُدس لیکن میت کا جدِ صحیح اُسی وقت ترکہ پاتا ہے جبکہ میت کا باپ زندہ نہو۔ اگر میت کا باپ زندہ ہے تو جدِ صحیح محجوب ہوگا اور اُس کو کچھ نہ ملے گا۔

مسائل وراثت مین جدِ صحیح مثل باپ کے ہے صرف ذیل کی چار صورتون مین فرق ہے:۔

(۱) میّت کے باپ کی موجودگی مین میت کی دادی حصہ نہین پاتی ہے
مگر دادا کی موجودگی مین میّت کے باپ کی مان حصہ پاتی ہے۔
(۲) جبکہ میّت کے ورثا مین مان اور باپ اور زوجین مین سے کوئی ہو
(یعنی اگر میّت مرد ہے تو اس کی بی بی ہو اور اگر میّت عورت ہے تو اُسکا خاوند
ہو) تو زوجین مین سے جو ہو اُسکو حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچیگا اُس کا ثلث
مان کو ملے گا اور باقی باپ کو دیا جاے گا اور اگر میّت کے ورثا مین باپ کی جگہ
پر دادا ہو اور میّت کی مان اور احدی الزوجین ہون تو اس صورت مین مان کو کل مال
کا ثلث ملے گا اور احدی الزوجین کو اُن کا حصہ دیا جاے گا اور باقی سب دادا
کو ملے گا یعنی باپ کی موجودگی مین مان کا حصہ ثلث مابقی بعد فرض احدی الزوجین
ہے اور دادا کی موجودگی مین ثلث الکل ہے۔
(۳) میّت کے باپ کی موجودگی مین سگے اور سوتیلے بھائی بہن محجوب ہوتے
ہین کچھ نہین پاتے ہین اور دادا کی موجودگی کی صورت مین امام ابو یوسفؒ و
امام محمدؒ کے نزدیک حصہ پاتے ہین گو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُس صورت مین
بھی محجوب ہین۔
(۴) اگر میّت آزاد کیا ہوا غلام ہو تو اُسکے آزاد کرنیوالے کے بیٹے اور
باپ مین باپ کو سُدس اور باقی بیٹے کو ملتا ہے۔
(یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس صورت مین
باپ کو کچھ نہین ملے گا بلکہ سب معتق کے بیٹے کو ملے گا) اور اگر بجاے باپ کے آزاد
کرنے والے کا دادا اور بیٹا ہو تو دادا کو کچھ نہین ملے گا سب بیٹے کو دیا جاے گا
(یہ حکم بالاتفاق ہے)

زوج | جس مرد کے ساتھ عورت کا نکاح بموجب قاعدہ شرعیہ ہوا ہو وہ عورت کا

زوج یا شوہر (خاوند) کہلاتا ہے۔ جسکے ساتھ عورت نے متعہ یا نکاح وقتی کیا ہو وہ مرد زوج نہین متصور ہوگا۔

اگر میت عورت ہو اور اُس نے اپنے پس ماندگان مین اپنا خاوند چھوڑا ہو ایسا خاوند جسکے نکاح مین وہ عورت آخر وقت تھی تو اس خاوند کے لیے زوجہ کے ترکہ مین سے حصہ پانے کی ذیل کی دو صورتین ہین۔

(۱) اگر عورت کی اپنی اولاد یا اپنے لڑکے یا پوتے کی اولاد یا اُسکے اور نیچے پوتے کی اولاد (مرد یا عورت) زندہ موجود ہو تو اُس صورت مین شوہر کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُس کا چوتھائی حصہ ملے گا

(۲) اگر عورت کی اپنی یا اپنے بیٹے یا پوتے کی کوئی اولاد زندہ نہو تو اُس صورت مین شوہر کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُسکا نصف ملے گا۔

نوٹ۔ وراثت کے مسائل مین لفظ اولاد مین ذکور و اناث (مرد اور عورت) دونون شامل ہونگے اور ابن سے مراد ذکور اور بنت سے مراد صرف اُناث ہونگے

اولاد ام میّت کے مان کی وہ اولاد جو میّت کے باپ کے نطفہ سے نہین ہے وہ اولاد ام کہلاتی ہے اور وہ میّت کے اخیافی بھائی اور اخیافی بہن یا اخ لام و اخت لام کے نام سے مسائل وراثت مین نامزد ہوتے ہین۔

وراثت مین سب جگہ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا رکھا گیا ہے مگر اولاد الام کی وراثت مین جو حصہ اولاد الام کو ملتا ہے اُس مین بھائی اور بہن برابر کے حصہ دار رہین اور اُن پر برابر تقسیم ہوتا ہے،

اولاد الام کے حصہ پانے کی تین حالتین ہین:۔

(۱) اگر ایک شخص ہو (مرد یا عورت) تو اُس کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے

بعد بچا ہے اُس کا چھٹا حصہ دیا جاے گا

(۲) اگر دو یا اس سے زیادہ ہون (سب مرد ہون یا سب عورتین ہون یا بعض مرد ہون اور بعض عورتین) تو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُسکا تیسرا حصہ یعنی ایک ثلث اُن سب پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیا جاے گا،

(۳) اگر میت کی اولاد (ذکور یا اُناث) یا اپنے بیٹے کی اولاد یا اپنے پوتے یا اُس کے نیچے کے پوتے کی اولاد ہو یا میت کا باپ یا میت کا دادا زندہ موجود ہو تو یہ اخیافی بھائی اور بہن محجوب ہونگے اور کچھ حصہ نہین پائین گے۔

زوجہ جس عورت کے ساتھ مرد کا نکاح بقاعدۂ شرعی منعقد ہوا ہے وہ مرد کی زوجہ یا بیوی کہلاتی ہے متعہ اور وقتی نکاح ناجائز ہے اس لیے متاعی اور وقتی نکاحی عورت کا ترکہ مین کوئی حصہ نہین ہے۔

زوجہ کے حصہ پانے کی ذیل کی دو صورتین ہین:-

(۱) اگر مرد کی اپنی اولاد (مرد یا عورت) یا اپنے بیٹے یا پوتے یا اُسکے نیچے پوتے کی اولاد زندہ ہو تو بیوی کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہو اُسکا آٹھوان حصہ ملے گا۔

(۲) اگر مرد کی اپنی یا بیٹے یا پوتے کی اولاد نہو تو بیوی کو متروکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُس کا چوتھائی حصہ ملے گا۔

جبکہ مرد کی ایک سے زائد یعنی دو یا تین یا چار بیویان زندہ ہون تو یہ زوجہ کا حصہ (ثمن یا ربع جیسی صورت ہو) اُن سب پر برابر برابر تقسیم ہوگا ایک وقت مین چار سے زائد بیویان رکھنا جائز نہین ہین لہذا پانچوین یا چھٹی یا اور زائد بیویون کا نکاح صحیح نہین ہوتا ہے اس لیے یہ چھٹی یا پانچوین بیویان ترکہ مین سے کچھ حصہ نہ پائینگی،

لڑکی مسائل میراث مین لفظ "بنت" کا اطلاق لڑکی اور پوتی اور پرپوتی سب پر

ہوتا ہے اسوجہ سے لڑکی کے واسطے بنت الصلبیہ کی لفظ اور پوتیون کے واسطے بنات الابن کی لفظ خاص کرلی جاتی ہے

میت کی لڑکیون (بنات الصلبیہ) کی وراثت کے بارے مین تین صورتین ہین جو ذیل مین ذکر ہین :-

(۱) اگر میت کی صرف ایک لڑکی ہو تو تمام متروکہ (بعد اداے دین وغیرہ) کا وہ نصف یعنی ½ متروکہ پائیگی۔

(۲) اگر میت کی دو یا دو سے زائد لڑکیان ہون خواہ میت کی ایک بیوی سے ہون یا مختلف بیویون سے مگر میت کے نطفہ سے ہون تو ان سب کو متروکہ کا (بعد اداے دین وغیرہ) دو ثلث (⅔) متروکہ ملے گا اور یہ دو ثلث اُن سب لڑکیون پر برابر برابر تقسیم ہوگا،

(۳) اگر میت کی لڑکی کے ساتھ میت کا لڑکا بھی ہو خواہ اُس بیوی سے ہو جس سے لڑکی ہو یا کسی دوسری بیوی سے ہو اُس حالت مین لڑکی کا کوئی حصہ مقرر نہین رہیگا (خواہ ایک لڑکی ہو یا اُس سے زائد) بلکہ اُس وقت جو ایک لڑکے کو ملے گا اُس کا آدھا ہر ہر لڑکی کو ملے گا یعنی لڑکی عصبہ (بغیرہ) ہو جائیگی ذوی الفروض مین سے نہین رہیگی اور ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین لڑکی اور لڑکے پر تقسیم ہوگا مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنی ماں اور تین لڑکیان اور ایک لڑکا چھوڑا اور ادائگی دین کے بعد چھ سو روپیہ ترکہ بچا ہے تو ماں کو بحیثیت اسکے ذوی الفروض مین سے ہونے کے اُس کا سدس یعنی ایک سو روپیہ دیا جاے گا اور بقیہ پانچ سو روپیہ لڑکے اور لڑکیون پر بہ حیثیت عصوبتہ تقسیم ہوگا جس مین سے دو سو روپیہ لڑکے کو اور ایک سو روپیہ لڑکی کو اور ایک سو روپیہ دوسری لڑکی کو اور ایک سو روپیہ تیسری لڑکی کو ملے گا۔

جب عورت اور مرد پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرنا مقصود ہو تو اُس کی آسان صورت یہ ہے کہ ہر مرد کو بجائے دو عورتون کے فرض کرلین اور سب عورتون کے اعداد کو جوڑ لین پھر جو کچھ تقسیم کرنا ہے اُس کو اُس مجموعہ پر تقسیم کرین جو جواب آے وہ ہر ہر عورت کو دین اور اُس کا دوگنا ہر ہر مرد کو دین مثلاً ایک سو روپیہ ہے اور چار لڑکون اور دو لڑکیون پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرنا ہے تو ہم نے ہر لڑکے کو دو عورتین فرض کیا تو چار لڑکون کی آٹھ عورتین ہوئین اور دو اصلی عورتین تو یہ کل دس عورتین ہوئین اب ایک سو روپیہ کو دس سے تقسیم کیا جواب دس آیا تو اب ہر لڑکی کو دس دس روپیہ اور ہر لڑکے کو دس کا دوگنا یعنی بیس بیس روپیے دیے جائینگے - بس دونون لڑکیون کے بیس روپیہ ہوے اور چار لڑکون کے اسّی روپیے ہوے،

مطلق بنات کا حصہ دو ثلث ہے - بس اگر میّت کی دو لڑکیان ہوتی ہین تو وہ پورا دو ثلث اُن کو ملجاتا ہے اور اگر ایک لڑکی ہوتی ہے تو اُس کو نصف دیا جاتا ہے اور جو دو ثلث مین سے ایک سُدس باقی رہتا ہے وہ اگر میت کی پوتی ہوتی ہے تو اُسکو دیا جاتا ہے اور اگر میّت کی کوئی لڑکی نہو مگر پوتیان ہون تو چونکہ بنات کا اُن پر بھی اطلاق ہوتا ہے لہذا یہ پوتیان قائم مقام بیٹیون کے کردی جاتی ہین اور مندرجہ بالا تین صورتون کے لحاظ سے حصّہ پاتی ہین۔

پوتی میت کے اپنے لڑکے کی لڑکی یا اپنے پوتے کی لڑکی یا اور نیچے اپنے پوتے کی لڑکی سب پوتیان (بنات الابن) کہلاتی ہین اور اُن کی وراثت کے بارے مین ذیل کی چھہ حالتین ہین :-

(۱) اگر میت کے لڑکا اور لڑکی زندہ نہو تو پوتی اگر ایک ہے تو اُسکو ترکہ کا (بعد اداے دین وغیرہ) آدھا ملے گا۔

(۲) اگر میّت کے لڑکا اور لڑکی زندہ نہو اور پوتیاں دو یا زائد ہون تو سب پوتیون کو ملا کر ترکہ کا (بعد ادا ے دین وغیرہ) دو ثلث ⅔ ملے گا،

(۳) اگر میّت کے اولاد صلبی مین صرف ایک لڑکی ہو تو پوتی کا حصہ ایک سدس ہے (پوتی خواہ ایک ہو یا زیادہ) یہ وہی سدس ہے جو لڑکی کے نصف ترکہ کے بعد دو ثلث مین سے بچا ہے اسی وجہ سے اُسکو تکملة للثلثین کہتے ہین۔

(۴) اگر میت کے کوئی لڑکا زندہ ہے تو اُس صورت مین پوتیان اور پوتے محجوب ہون گے اور کچھ نہ پائینگے

(۵) اگر میّت کے دو لڑکیان زندہ موجود ہین تو اُس صورت مین بھی پوتیان محجوب ہونگی کچھ نہ پائینگی،

(۶) اگر میت کے دو لڑکیان زندہ ہون اور پر پوتی کے ساتھ میت کا پوتا یا پر پوتا یا اُس سے بھی نیچے کا پوتا ہو تو اُس صورت مین یہ پوتی یا پوتیان عصبہ ہو جائینگی اور ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ اُن پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین،، تقسیم ہو جاے گا،

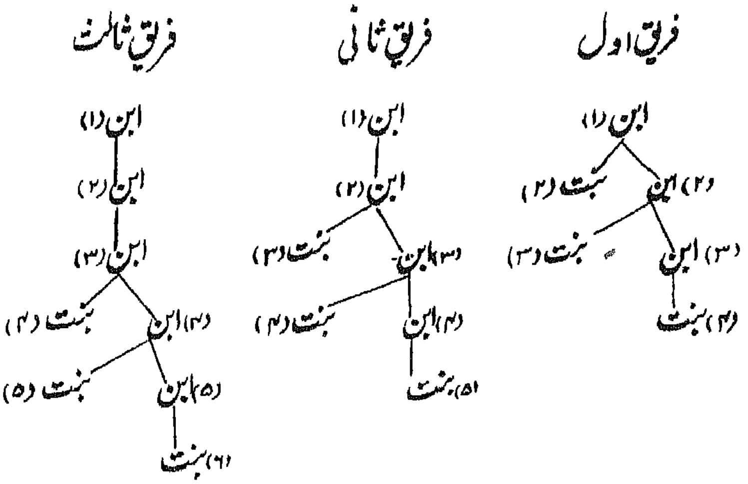
نوٹ:- جو احکام پوتیون کے وراثت کے متعلق اُوپر لکھے گئے ہین وہی احکام نیچے کے درجے کی پوتیون کے وراثت کے بھی ہین جبکہ اُس سے اوپر کے درجے کی پوتیان زندہ نہون،

اگر بنات الصلب نہون تو پوتی حکم مین بیٹی کے اور پر پوتی حکم مین پوتی کے ہوگی، پوتیون اور پر پوتیون مین وہی پوتی اپنے بھائی یا بھتیجے کے ساتھ عصبہ ہوگی جسکو کہ مندرجۂ بالا صورتون مین سے کسی ایک صورت سے بھی کچھ حصّہ نہ ملا ہو۔

" میّت کی اولاد مین جس درجہ پر کوئی مرد ہوگا وہ اپنے سے نیچے درجہ کی پوتی اور پوتون کو محجوب کردے گا اور اپنے درجہ اور اوپر کے درجہ کی میّت کے اُن اولاد اناث

کو عصبہ کردے گا جو ذوی الفروض مین سے ہون مگر بوجہ کسی حاجب کے اُنھون نے حصہ نہ پایا ہو۔ **مثلاً**

میت



مندرجہ بالا مثال مین اگر درجہ (۱) مین کوئی ابن زندہ ہے تو نیچے درجہ کی اولاد مجحوب ہے۔

اگر درجہ (۲) مین کوئی ابن موجود ہے تو (۳ و ۴ وغیرہ) درجہ کی اولاد مجحوب ہے۔

اگر درجہ (۲) مین ابن کے ساتھ بنت (۲) بھی موجود ہے تو اُس درجہ (۲) مین ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور نیچے کے درجہ کی اولاد مجحوب ہے

اگر درجہ (۲) مین کوئی ابن نہین ہے صرف بنت (۲) زندہ ہے تو اس کو نصف ملیگا اور سدس بنات درجہ (۳) کو ملے گا بشرطیکہ ابن (۳) زندہ نہون اور اگر ابن (۳) مین سے کوئی ایک بھی زندہ ہے تو پھر سدس نہ ملے گا۔ بلکہ بنات (۳) عصبہ ہو جائینگی اور بقیہ نصف باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور اس سے نیچے کی درجہ کی اولاد مجحوب ہوگی

اگر درجہ (۲) کی بنت کو نصف ملا ہے اور درجہ (۳) کی بنت کو سدس ملا ہے تو (۴ و ۵ وغیرہ) درجہ مین اگر صرف اُناث ہین تو وہ مجحوب ہونگی اور اگر درجہ (۴) مین

کوئی ابن بھی ہے تو درجہ (۴) کے ابن و بنات میں بقیہ ترکہ (جو ایک ثلث ہے) للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور اگر اس صورت میں درجہ (۴) میں صرف بنات ہیں اور درجہ (۵) میں کوئی ابن ہے تو درجہ (۴) اور درجہ (۵) کی بنات عصبہ ہونگی اور بنت (۶) محجوب ہوگی۔

مسئلہ تشبیب لغت میں تشبیب ایسے اشعار پڑھنے کو کہتے ہیں جنمیں معشوق کے جمال اور عاشق کے حال کا ذکر ہو، اور علماء فرائض کے اصطلاح میں تشبیب اُسکو کہتے ہیں جسمیں مختلف درجات کے بنات کا ذکر ہو تو اب مثال مندرجہ بالا کو مسئلہ تشبیب کہیں گے،

اُخت لاب و اُم میّت کی وہ بہن جو میّت ہی کے ماں باپ سے پیدا ہے اُسکو میّت کی اُخت لاب و اُم یا سگی بہن یا اخت عینی کہتے ہیں۔

اخت لاب و اُم کی وراثت کے بارے میں پانچ حالتیں ہیں جو ذیل میں درج ہیں

(۱) اگر میّت کی صرف ایک بہن ہو تو اُسکو ترکہ کا (بعد ادائگی دین وغیرہ) نصف ملے گا۔

(۲) اگر میّت کی دو یا دو سے زائد بہنیں ہوں تو وہ ترکہ کے (بعد ادائگی دین وغیرہ) دو ثلث میں برابر کی شریک ہونگی۔

(۳) اگر میت کی سگی بہن کے ساتھ میّت کا سگا بھائی بھی ہو تو اُس وقت بہن کو فرضیت کا حصہ نہیں ملے گا بلکہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاے گی اور باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین (یعنی ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ہے) ترکہ (بعد ادائگی دین وغیرہ) تقسیم ہوگا۔

(۴) اگر میّت کی سگی بہن یا بہنیں ہیں اور سگا بھائی نہیں ہے اگر اسکے ساتھ میّت کی صرف لڑکی یا صرف پوتیاں ہیں تو اُس وقت بنات کے ساتھ اخت عصبہ

ع غیرہو جاسے گی یعنی بہن کا فرضیت کا حصہ نہو گا بلکہ لڑکی یا پوتی اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد جو کچھ باقی بچا ہو وہ بہن یا بہنون کو (جیسی کہ صورت ہو) ملے گا۔

(۵) اگر میّت کا اپنا لڑکا یا پوتا یا اور نیچے درجہ کا پوتا ہو یا میّت کا اپنا باپ یا دادا زندہ ہو تو سگے بہن اور بھائی محجوب ہونگے کچھ حصّہ نہ پائینگے،

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی موجودگی مین بھائی بہن حصہ پاتے ہین وہ محجوب نہین ہین۔

اُخت لاب میّت کی وہ سگی بہن جو میّت کے باپ کے نطفہ سے ہو مگر میّت کے ماں کے پیٹ سے نہو بلکہ دوسری ماں سے ہو، وہ اخت لاب یا سوتیلی بہن یا اخت علاتی کہلاتی ہے،

میّت کے اخت لاب کی وراثت کے بابمین سات صورتین ہین جو درج ذیل ہین۔

(۱) اگر میّت کی صرف ایک سوتیلی بہن ہے تو اُس کو ترکہ کا (بعد ادائگی دین وغیرہ) نصف ملیگا بشرطیکہ کوئی سگی بہن نہو۔

(۲) اگر میّت کی دو یا زیادہ سوتیلی بہنین ہون تو اُن سب کو ملا کر دو ثلث حصہ ملیگا بشرطیکہ کوئی سگی بہن نہو،

(۳) اگر میّت کی سوتیلی بہن یا بہنون کے ساتھ میّت کی صرف ایک سگی بہن بھی ہے تو اُس صورت مین سوتیلی بہن کا سدس حصہ ہے۔

(۴) اگر میّت کی دو یا زائد سگی بہنین موجود ہون تو میّت کی سوتیلی بہن محجوب ہوگی اسکو کچھ حصہ نہ ملے گا،

(۵) اگر میّت کی دو سگی بہنون کے ساتھ میّت کی سوتیلی بہن اور سوتیلا بھائی بھی ہو تو اُس وقت سوتیلی بہن اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جائیگی اور ذوی الفروض

کے بعد بقیہ ترکہ باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین اُن پر تقسیم ہو گا۔

(۶) اگر میّت کی سگی بہن نہو تو اُسکی جگہ پر سوتیلی بہن (اگر سوتیلا بھائی نہین ہو) میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہوگی یعنی سوتیلی بہن اس صورت مین فرضیت کا حصہ نہین پاے گی بلکہ بیٹی اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ سوتیلی بہن کو ملے گا۔

(۷) اگر میت کا اپنا لڑکا یا پوتا یا اور نیچے درجہ کا پوتا یا میّت کا باپ یا دادا یا سگا بھائی یا سگی بہن (حالت عصوبت) مین ہو تو سوتیلی بہن محجوب ہوگی۔ البتہ دادا کی موجودگی مین حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محجوب نہین ہو۔

اخت لام | میّت کی وہ بہن جو میّت کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو لیکن میّت کے باپ کے نطفہ سے نہو اُس کو اخیافی بہن یا اخت لام کہتے ہین جن کا مفصل بیان اولاد ام کے تحت مین ہو چکا ہے کہ اُنکی وراثت کے بارے مین تین صورتین ہین،

(۱) اگر ایک اخیافی بہن ہو تو ترکہ کا (بعد ادا ے دین وغیرہ) سدس ملے گا۔

(۲) اگر دو یا دو سے زائد اخیافی بھائی بہن ہون تو سب ثلث مین شریک ہونگے تقسیم برابر کی ہوگی،

(۳) اگر میت کی اولاد (ذکور و اناث) یا بیٹے کی یا پوتے یا اُس سے نیچے درجہ کی اولاد زندہ ہو یا میت کا باپ یا میّت کا دادا موجود ہو تو اخیافی بھائی بہن محجوب ہوتے ہین۔

ام | جس عورت کے بطن سے میّت پیدا ہو وہ میّت کی ام یعنی ماں کہلاتی ہے میّت کے باپ کی دوسری بیوی یعنی میّت کی سوتیلی ماں کا کوئی حصہ میّت کے ترکہ مین نہین ہے۔

میّت کی والدہ (ام) کے حصہ پانے کیلئے ذیل کی تین صورتین ہین :-

(۱) اگر میت کی اولاد (ذکور یا اناث) ہو یا اُسکے بیٹے یا اُسکے پوتے یا اور نیچے درجہ کی اولاد ہو یا میّت کے بھائی بہنون کی تعداد دو ہو یا دو سے زائد ہو۔ (خواہ سب بھائی ہون یا سب بہنین ہون یا کچھ بھائی ہون اور کچھ بہنین ہون اور خواہ ایک ہی قسم کے ہون یا مختلف قسم کے بھائی بہن ہون یعنی علاتی، عینی، اخیافی، مگر مجموعہ تعداد اُن کی دو یا زائد ہو) تو میّت کی اپنی مان کو میّت کے ترکہ کا (بعد ادائے دین وغیرہ) سدس یعنی $\frac{1}{6}$ ملے گا۔

(۲) اگر میت کی اولاد اور میت کے بیٹے اور پوتون کی اولاد نہو اور میّت کے بھائی بہنون کی تعداد بھی دو یا اُس سے زائد نہو تو میّت کی مان کو (بعد ادائے دین وغیرہ جائداد کا ثلث یعنی $\frac{1}{3}$ ملے گا۔

(۳) اگر میّت کی مان کیساتھ صرف باپ اور زوجین مین سے کوئی ہو تو اُس صورت مین احدی الزوجین کا حصہ ترکہ سے دینے کے بعد جو کچھ بچے اس کا ثلث مان کو ملے گا اور مابقی باپ کو ملے گا)۔ اُسکے صرف دو ہی مسئلہ ہین جو درج ذیل ہین۔

(الف) میت عورت ہو اور اُسکے ورثاء مین صرف اس کا باپ اور مان اور شوہر ہو۔

(ب) میت مرد ہو اور اُس کے ورثاء مین صرف میّت کے باپ اور مان اور بیوی ہو،

مندرجۂ بالا دونون صورتون مین پہلے زوجیت کا حصہ دیا جائے گا اُسکے بعد جو کچھ بچا ہے اسکا ثلث مان کو اور بقیہ باپ کو عصوبتاً ملے گا مثلاً میّت نے ہر دو صورت مین بارہ سو ترکہ چھوڑا ہے تو مسئلہ (الف) مین پہلے میّت کے خاوند کو ترکہ کا نصف یعنی چھ سو روپیہ دیا جائیگا اب چھ سو جو باقی بچا ہے اُسکا ثلث دو سو روپیہ مان کو دیا جائیگا اور مابقی چار سو باپ کو ملین گے اور مسئلہ (ب) مین میّت کی زوجہ کو

ترکہ کا ربع یعنی تین سو روپیہ دیا جائیگا اب نوسو روپیہ باقی بچا اُس کا ثلث یعنی تین سو روپیہ میت کی ماں کو اور مابقی چھ سو روپیہ باپ کو ملے گا۔

مندرجۂ بالا دونوں مسئلوں میں اگر میت کے ورثا میں سے بجائے باپ کے دادا ہو اور باقی دونوں ورثا بدستور ہوں تو دونوں مسئلوں میں اُس وقت بھی امام ابو یوسف رح کے نزدیک ماں کو ثلث مابقی ملے گا جیسا کہ باپ کی موجودگی میں ملتا ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک حالت بدل جائے گی اور ماں کو کل ترکہ کا ثلث ملیگا یعنی ہر دو مسئلوں میں ماں کو چار سو روپیہ ملے گا اور دادا کو مسئلہ (الف) میں دو سو روپیہ اور (ب) میں پانچ سو روپیہ عصوبتاً ملے گا زوج و زوجہ کے حصے بدستور رہیں گے،

جدۂ صحیحہ جب میت اور اُسکی کسی دادی یا نانی کے درمیان کسی جد فاسد کا واسطہ نہو تو وہ دادی اور نانی جدۂ صحیحہ کہلاتی ہے۔ مثلاً باپ کی ماں (یعنی ام الاب) دادا کی ماں (ام اب الاب) ماں کی ماں (ام الام) باپ کی نانی (ام ام الاب) وغیرہ۔ اور اگر میت اور دادی یا نانی کے درمیان کوئی جد فاسد (یعنی نانا) واسطہ ہو تو وہ دادی یا نانی جدۂ فاسدہ کہلاتی ہے۔ مثلاً ماں کی دادی (ام اب الام) باپ کے نانا کی ماں (ام اب ام الاب) نانی کی دادی (ام اب ام الام) وغیرہ جدۂ فاسدہ ذوی الفروض میں سے نہیں ہے بلکہ وہ ذوی الارحام میں داخل ہے۔

میت کی جدۂ صحیحہ کی وراثت کے بارے میں ذیل کی پانچ صورتیں ہیں،

(۱) اگر صرف ایک جدۂ صحیحہ ہو تو اُس کو ترکہ کا (بعد ادائے دین وغیرہ) چھٹا حصہ دیا جائے گا

(۲) اگر ایک سے زیادہ جدات صحیحات ہوں اور سب میت سے واسطہ میں برابر درجہ میں ہوں خواہ وہ دادھیالی ہوں (ابویات) یا ننھیالی (امویات) تو وہ سب

ترکے کے چھٹے حصے مین برابر کی شریک ہون گی،

(۳) مان کی موجودگی مین تمام قسم کی جدات ابویات ہون یا امویات سب محجوب ہون گی،

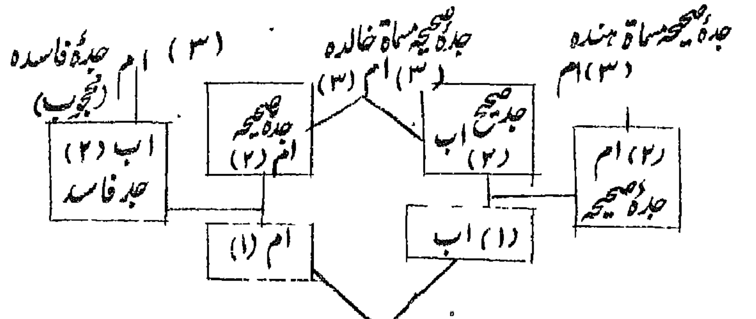
(۴) باپ کی موجودگی مین صرف دادھیالی (ابویات) جدات محجوب ہون گی البتہ نانھیالی (امویات) جدات سدس حصہ پائینگی،

(۵) دادا کی موجودگی مین وہ دادھیالی جدات حصہ نہ پائین گی جو اس دادا کے اوپر اُسکے واسطہ سے ہین اور وہ جدات جو اُسکے قبل کی ہین (بشمول اس دادا کی بیوی کے) اور نانھیالی جدات سب وہی سدس حصہ پائین گی مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے دادا کا باپ (اب اب الاب) اور دادا کی مان (ام اب الاب) اور باپ کی نانی (ام ام الاب) کو چھوڑا تو دادا کی مان اور باپ کی نانی سُدس حصہ مین شریک ہون گی۔

(۶) میت سے نزدیک تر جدہ (دادھیالی ہو یا نانھیالی) تمام اُن جدات کو محجوب کردیگی جو اُس سے زیادہ دور درجہ پر ہون (ابویات ہون یا امویات) عام اس سے کہ یہ نزدیک والی جدہ اس ترکے سے حصہ پانیوالی ہو یا نہو (یعنی محجوب ہو) مثلاً ایک شخص مرا اُس نے اپنا باپ اور دادی (ام الاب) اور مان کی نانی (ام ام الام) وارثا مین چھوڑے ہی تو ام ام الام جو ایک درجہ دور ہے ام الاب (جو نزدیک تر ہے) کی وجہ سے محجوب ہوگئی باوجود اسکے کہ یہ دادی (ام الاب) بوجہ اب (باپ) کی موجودگی کے خود محجوب ہے اور حصہ نہین پاتی ہے،

(۷) اگر کوئی دادی کئی رشتون سے میت کی جدۂ صحیحہ ہوتی ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک ہر رشتہ کا اُسکو حصہ ملیگا، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسکو ایک ہی حصہ ملے گا یعنی امام محمدؒ رشتہ کے حساب سے اور امام ابو یوسفؒ ذات کے لحاظ سے حصہ

دلواتے ہین، مثلاً زید مرا اور اُس نے اپنے باپ کی نانی مسماۃ ہندہ اور اپنے باپ کی دادی مسماۃ خالدہ اور اپنے ماں کی نانی وہی مسماۃ خالدہ چھوڑی تو اب مسماۃ ہندہ صرف ایک رشتہ سے اور مسماۃ خالدہ دو رشتون سے (ایک تو ام اب الاب اور دوسرے ام ام الام) جدۂ صحیحہ ہوتی ہے اور میت سے سب تیسرے درجہ پر ہین لہذا سدس حصہ مین برابر کی شریک ہین تو امام محمدؒ کے نزدیک مسماۃ خالدہ کو دو حصے ملین گے کیونکہ اُسکے ساتھ دو رشتہ ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک ہی حصہ ملے گا کیونکہ شخص تو ایک ہی ہے۔ گویا امام محمدؒ کے نزدیک اُس سدس حصہ کے تین حصے کیے جائین گے جسمین سے ایک ہندہ کو اور دو خالدہ کو دیے جائینگے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سدس حصے کے دو حصے کیے جائین گے ایک ہندہ کو اور ایک خالدہ کو ملے گا



اسی طرح سے اگر کوئی دادی یا نانی تین رشتون سے جدۂ صحیحہ ہوتی ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک وہ تین حصہ پاوے گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ بہر حال ایک ہی حصہ پاوے گی۔

عصبات مین تقسیم جیسا کہ شروع مین بیان ہوچکا ہے کہ عصبات دو طرح کے ہوتے ہین، ایک نسبیہ اور ایک سببیہ اور پھر عصبہ نسبیہ کی تین قسمین ہین عصبہ بنفسہ

عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ اور اُن سب کی تعریفین لکھی جاچکی ہین اب معلوم کرنا چاہیے کہ عصبہ بنفسہ چار صنفون پر منقسم ہین جو درج ذیل ہین ان مین پہلے صنف کے عصبات بقیہ اصناف کے عصبات کو مجوب کر دیتے ہین اور دوسرے صنف والے عصبات تیسرے اور چوتھے صنف والے عصبات کو مجوب کر دیتے ہین اسی طور سے تیسرے صنف والے عصبات چوتھے صنف والے عصبات کو مجوب کر دیتے ہین، اگر تیسرے صنف والے عصبات بھی موجود نہون تو چوتھے صنف والے عصبات بقیہ بعد ذوی الفروض کل ترکہ کے مستحق ہونگے،

صنف اول۔ میت کے جزو یعنی بیٹے (ابن)، پوتے (ابن الابن)، پرپوتے (ابن ابن الابن) اور اُسکے نیچے درجہ کے مرد۔

صنف ثانی۔ میت کے اصول یعنی باپ (اب)، دادا (اب الاب)، پردادا (اب اب الاب) اور اُس سے اوپر درجے کے دادا۔

صنف ثالث۔ میت کے باپ کے جزو یعنی میت کے بھائی (اخ)، بھتیجے (ابن الاخ)، بھائی کے پوتے (ابن ابن الاخ) اور اُسکے نیچے کے مرد، اخیافی بھائی (اخ لام) عصبہ نہین ہوتے ہین۔

صنف رابع۔ میت کے دادا (اب الاب) کے جزو یعنی میت کے چچا (عم)، چچازاد بھائی (ابن العم) اور چچا کے پوتے (ابن ابن العم)، پرپوتے وغیرہ چاہے کسی قدر نیچے درجہ پر ہون اور اسی طور سے پردادا (اب اب الاب) کے بیٹے پوتے اور نیچے درجہ کے مرد اور اسی طرح سے اوراوپر درجہ کے جد صحیح کی اولاد اسی صنف مین داخل ہے، اخیافی چچا اور اُن کی اولاد اسمین شامل نہین ہے،

عصبات کے مندرجہ بالا چار اصناف مین ہمیشہ ذیل کے دو کلیہ قاعدون کے ماتحت وراثت جاری ہوتی ہے،

(۱) الاقرب فالاقرب۔ یعنی جس صنف مین جو شخص میت سے درجہ مین قریب ہوگا وہ بعید درجہ والے کو محجوب کردے گا۔ مثلاً صنف ثالث مین اگر میت کے ایک بھائی کا لڑکا ہوا ور میت کے دوسرے بھائی کا پوتا ہو تو بھائی کا لڑکا (ابن الاخ) عصوبتہ کا حصہ پائے گا اور دوسرے بھائی کا پوتا (ابن ابن الاخ) محجوب ہوگا۔ اور اسی طور سے صنف اول مین اگر میّت کا بیٹا اور پوتا ہو تو لڑکا (ابن) عصوبتہ کا حصہ پائے گا اور پوتا (ابن الابن) محجوب ہوگا،

(۲) درصورت تساوی درجات قوت قرابت کی وجہ سے ترجیح ہوگی یعنی اگر کسی صنف مین عصبات میّت سے برابر درجات پر ہون تو پھر سگا (لاب وام) مقدم ہوگا سوتیلے (لاب) پر مثلاً صنف ثالث مین اگر میت کے سگے بھائی (اخ لاب وام) اور سوتیلے بھائی (اخ لاب) موجود ہون تو اخ لاب (سوتیلا بھائی) محجوب ہوگا۔ اسی طور سے اگر میت کے سگے چچا کا لڑکا (ابن العم لاب وام) اور میّت کے سوتیلے چچا کا لڑکا (ابن العم لاب) ہو تو سگے چچا کا لڑکا عصوبتہ کا حصہ پائے گا اور سوتیلے چچا کا لڑکا محجوب ہوگا۔ اور اسی طور سے سگی بہن (اخت لاب وام) جبکہ بیٹی کے ساتھ عصبہ ہوجائے سوتیلے بھائی (اخ لاب) کو محجوب کردے گی اگر کئی عصبات درجہ اور قوت قرابت مین برابر ہون تو عصوبتہ کا حصہ سب پر برابر تقسیم ہوگا۔ مثلاً میّت کے دو سگے چچا تھے ایک چچا کے دو لڑکے اور ایک چچا کے تین لڑکے ہین تو عصوبتہ کا حصہ پانچ جگہ برابر تقسیم ہوگا۔

عصبہ بغیرہ۔ اس قسم کی عصبات مین صرف وہی چار عورتین ہین جنکا حصہ قرآن پاک مین اگر ایک ہو تو نصف اور اگر دو ہون یا زیادہ تو دو ثلث مقرر ہے اور وہ (۱) میت کی لڑکی (بنت) (۲) میت کی پوتی (بنت الابن)، پرپوتی وغیرہ (۳) میت کی سگی بہن (اخت لاب وام) (۴) میت کی سوتیلی بہن (اخت لاب) ہین

پس ان چاروں میں سے جس کسی کے ساتھ اُس کا بھائی ہو تو وہ عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہے اور اُسوقت اُس عورت کو حصہ مقررہ نہیں دیا جاتا ہی بلکہ ہر عورت کو اپنے بھائی کا آدھا حصہ ملتا ہی بموجب قاعدہ للذکر مثل حظ الانثیین عمل ہوتا ہے۔ پوتیاں اور پرپوتیاں اپنے بھائی اور اپنے درجہ کے برابر کے چچازاد بھائی سے بھی عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہیں جیسا کہ اُن کی حالت میں بصورت مسئلہ تشبیب ظاہر کر دیا گیا ہے،

اس مقام پر یہ بات اچھی طور سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہر عصبہ بنفسہ کی بہن عصبہ بغیرہ نہیں ہوجاتی ہے بلکہ صرف وہی عورت اپنے بھائی عصبہ بنفسہ کے ساتھ عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہے جو کہ ذوی الفروض میں سے بھی ہو ایسی عورتیں صرف چار ہیں جنکا ذکر اوپر گذرا ہے کیونکہ جو اور ذوی الفروض عورتیں ہیں اُن کے بھائی عصبہ بنفسہ نہیں ہیں اور اُن چاروں عورتوں کے بھائیوں کے علاوہ جو مرد عصبہ بنفسہ ہیں اُن کی بہنیں ذوی الفروض نہیں ہیں، مثلاً پھوپھی (اخت الاب) یا بھتیجی (بنت الاخ) جو ذوی الفروض میں سے نہیں عصبہ بغیرہ نہیں ہو سکتی ہیں حالانکہ اُنکے بھائی (عم) چچا اور (ابن الاخ) بھتیجا دونوں عصبہ بنفسہ ہیں۔ اسی طور سے اخیافی بہن (اخت لام) جو ذوی الفروض میں سے ہی عصبہ بغیرہ نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ اُس کا بھائی (اخ لام) عصبہ بنفسہ نہیں ہے،

عصبہ مع غیرہ اس قسم کے عصبات صرف دو ہیں:- (۱) میت کی سگی بہن (اخت لاب وام) اور (۲) میت کی سوتیلی بہن (اخت لاب) یہ دونوں اُسوقت عصوبتہ کا حصہ پاتی ہیں جبکہ یہ ہوں اور میت کی لڑکی لڑکیاں یا پوتی پوتیاں یا اور نیچے درجہ کی اولاد اُناث میں سے کوئی ہو اور ان بہنوں اور لڑکیوں کے ساتھ اُن کا بھائی یا میّت کا باپ نہو۔ یہ بہنیں کسی مرد کی وجہ سے عصبہ نہیں ہوتی ہیں بلکہ لڑکیوں یا

پوتیون کے ساتھ جمع ہوجانے سے عصبہ ہوجاتی ہین اور اس صورت مین لڑکیان اور پوتیان اپنا حصہ مقررہ لے لیتی ہین اور جو کچھ ان کے اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ کے بعد باقی بچتا ہے وہ عصوبتًہ بہنون کو ملتا ہے - اگر بہنون کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے تو وہ سب اس حصہ عصوبتہ مین برابر کی شریک ہوتی ہین،

سگی بہن جبکہ عصبہ ہوجاتی ہے تو وہ سوتیلے (علاتی) بھائی بہنون کو عصوبت و فرضیت سے محجوب کردیتی ہے،

عصبہ سببیہ | اوپر جتنے عصبات کا بیان ہوا ہے وہ سب میت کے خاندان والے لوگ تھے اسی وجہ سے وہ نسبیہ کہلاتے ہین اگر عصبات نسبیہ کسی میّت کے نہون تو ذوی الفروض سے بچا ہوا حصہ یا کل ترکہ عصبہ سببیہ کو ملے گا مگر چونکہ شرعی غلام اور لونڈی کا کسی مقام پر وجود باقی نہین رہا ہے لہذا ہمارے زمانہ مین عصبہ نسبیہ کے عدم موجودگی مین ذوی الفروض نسبیہ پر رد کردی جائیگی اگر وہ نہون تو ترکہ ذوی الارحام کو ملے گا عصبہ سببیہ مین مولی العتاقہ عصبات نسبیہ مولی العتاقہ عصبات سببیہ مولی العتاقہ داخل ہین یعنی مولی العتاقہ خود مقدم ہے اگر وہ نہو تو اُسکے عصبات بنفسہ اور اگر وہ بھی نہون تو اُسکے عصبات سببیہ حصہ پائینگے،

مولی العتاقہ | اس مرد یا عورت کو کہتے ہین جس نے کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کیا ہو - تو یہ آزاد کرنیوالا مولی العتاقہ ہوگا - چونکہ یہ آزاد کرنیوالا مالک اپنے غلام کو ایک قسم کی نئی زندگی بخشتا ہے اس لیے شارع علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جبکہ کسی میّت کے (جو سابق مین غلام تھا) وہ ورثا جنکی دراثت قرآن پاک سے ثابت ہے (جو صرف ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ مین زندہ نہون) تو ذوی الارحام اور دیگر اشخاص سے مولی العتاقہ مقدم ہوگا کیونکہ یہی وہ شخص ہے جو کہ باعث ہوا تھا کہ میت مین مال

حاصل کرنے اور ملکیت مین رکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاے۔ شرعاً غلام کو ولایت مال حاصل نہین ہوتی ہی جو کچھ غلام مال حاصل کرتا ہے یا مالی معاہدات کرتا ہے وہ سب مالک کی طرف رجوع کرجاتے ہین غلام کا کوئی حق نہین رہتا ہے سب غلام کے مالک کی ملکیت ہوجاتی ہے پس جب مالک اپنے غلام کو آزاد کرتا ہے تو گویا وہ اپنا کثیر حصہ مال غلام کو عطا کرتا ہے اسی لیے اس بڑے احسان کے بدلے مین شرع نے آزاد کیے ہوے غلام کے ترکہ مین اُسکے مالک آزاد کرنیوالے کا بھی حصہ کہا ہی،

اگر میت آزاد شدہ کا مولی العتاقہ زندہ نہو تو پھر مولی العتاقہ کے عصبات نسبیہ کے صرف مردون کو الاقرب فالاقرب کا لحاظ کرتے ہوے ترکہ دیا جائیگا یعنی مولی العتاقہ کی عصبات نسبیہ کے صنف مین عصبات لغیرہ و عصبات مع غیرہ کو کچھ حصہ نہین دیا جائیگا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لیس للنساء من الولاء الا ما عتقن او اعتق ما اعتقن الخ پس عورت اگر خود مولی العتاقہ ہو یا مولی العتاقہ کی مولی العتاقہ ہو یا ولاء کی اپنی طرف کھینچنے والی ہو تو حصہ پاے گی ورنہ نہین پاے گی اگر مولی العتاقہ کے عصبہ بنفسہ بھی نہون تو پھر میت آزاد شدہ کا ترکہ مولی العتاقہ کے مولی العتاقہ کو ملے گا مولی العتاقہ کا مولی العتاقہ وہ مرد یا عورت ہے جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو اور اُس آزاد شدہ غلام نے کسی غلام یا لونڈی کی ملکیت حاصل کرکے اپنے غلام یا لونڈی کو آزاد کیا ہو۔ مثلاً زید نے اپنے غلام بکر کو آزاد کیا پھر بکر نے ایک غلام خالد خریدا اور آزاد کیا تو زید خالد کے مولی العتاقہ کا مولی العتاقہ ہوا۔

جرِّ ولاء | جو حقوق آزاد کرنے والے (معتق) کو اپنے آزاد شدہ غلام (معتق) پر حاصل ہوتے ہین اُسکو کھینچکر لانا جرّ ولاء کہلاتا ہے اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ کسی مالک آزاد کرنے والے کے حقوق جو کسی دوسری طرف منتقل ہوگئے ہون اسکو اپنے طرف واپس لانا یا اپنے معتق کے حقوق کو واپس لاکر خود اپنے کو پہونچانا

اسکی صورت یہ ہے۔ مثلاً ہندہ کا ایک غلام زید تھا اور دوسرے شخص بکر کی ایک لونڈی زبیدہ تھی۔ زید اور زبیدہ کی شادی (نکاح) دونون کے مالکون کی اجازت سے ہوگئی۔ اور ان دونون لونڈی اور غلام سے ایک لڑکا مسمیٰ خالد پیدا ہوا۔ پھر بکر نے اپنی لونڈی زبیدہ کو آزاد کردیا پس زبیدہ کا حق وِلا، بکر کو پہونچا اب چونکہ لڑکا حریت اور مذہبیت مین خیرالابوین کے تابع ہوتا ہے یعنی مان اور باپ مین جو کوئی آزاد ہوگا لڑکا بھی اُسی کے تحت مین آزاد سمجھا جاوے گا ایسے ہی مان باپ مین جو کوئی مسلمان ہوگا نابالغ لڑکا بھی اُسکے تحت مین مسلمان سمجھا جائیگا پس جب زبیدہ آزاد ہوگئی تو اُسی کے تحت مین اُس کا لڑکا خالد بھی آزاد سمجھا جاوے گا اور چونکہ زبیدہ کی ولا، بکر کو حاصل ہے تو خالد کی وِلا، بھی بکر کو حاصل ہوگئی۔ اب اُسکے بعد ہندہ نے اپنے غلام زید کو آزاد کردیا اور زید کی وِلا، ہندہ کو ملی اب چونکہ خالد کے مان و باپ دونون آزاد ہین اس لیے بموجب قاعدہ عمومی کہ لڑکا اپنے باپ کے تابع ہوتا ہے خالد زید کے تبعیت مین ہوگیا اور مان کی تبعیت سے نکل گیا لہٰذا اب خالد کی وِلا، بھی مان کے آزاد کرنے والے سے نکل کر باپ کے آزاد کرنیوالون کی طرف چلی گئی گویا ہندہ نے خالد کی وِلا، کو بکر سے بذریعہ زید واپس حاصل کرلی۔

مندرجۂ بالا مثال مین اگر یہ فرض کرلیا جاوے کہ ہندہ سابق مین خود عمرو کی لونڈی تھی اور عمرو نے اُسکو آزاد کردیا تھا اُسکے بعد یہ سب واقعہ مذکورہ ظہور پذیر ہوا تو معتق کے معتق کی جر ولا، کی مثال ہوجاوے گی یعنی عمرو بذریعہ ہندہ کے اس ولا، کو پاوے گا جو ہندہ نے بکر سے واپس لی تھی۔

مولی العتاقہ کے عصبات بنفسہ مین سابق کے قواعد مذکورہ کے بموجب وراثت جاری ہوگی یعنی جزء معتق مقدم ہوگا اصل معتق پر اور اصل معتق مقدم ہوگا جزء اب معتق پر اور جزء اب معتق مقدم ہوگا جزء جد معتق پر البتہ جبکہ معتق کا باپ اور معتق کا بیٹا دونون زندہ

ہون تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بموجب قواعد عمومی تمام ولاء معتق کے بیٹے کو ملے گی اور معتق کا باپ محجوب ہوگا مگر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ولاء کا سدس حصہ معتق کے باپ کو ملے گا اور باقی ولاء معتق کے بیٹے کو دیجاے گی اور اگر بجاے باپکے معتق کا دادا اور معتق کا بیٹا زندہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ دونوں کے نزدیک تمام ولاء بیٹے کو ملے گی اور دادا محجوب ہوگا۔

اگر کوئی مرد یا عورت اُس غلام یا لونڈی کو خریدے جو خریدار کا ذی رحم محرم ہو یعنی ایسا عزیز قریب ہو جسکے ساتھ شرع شریف نے نکاح حرام کیا ہو (جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن، بھتیجے، پھوپھی و چچا وغیرہ) تو خریدکرتے ہی ایسا غلام خودبخود آزاد ہوجاتا ہے اور اُسکی حق ولاء خریدنے والے کو ملتی ہے۔ مثلاً چار سگی بہنین ہین اُس مین سے دو بہنون ہندہ اور زبیدہ نے اپنے غلام باپ کو خریدا فی الفور اس خریداری کے وہ باپ آزاد ہوگیا اب جبکہ باپ مرا تو اُسکے ترکہ مین سے دو ثلث چار بہنون پر بہ حیثیت ذوی الفروض تقسیم ہوگا اور باقی ایک ثلث عصبات کا حق ہے مگر چونکہ عصبات نسبیہ نہین ہین تو میت کے مولی العتاقہ کو ملے گا اور وہ زبیدہ و ہندہ ہین لہذا ایک ثلث ان دونون کو عصوبتاً دیا جاے گا۔

ذارحم محرم | باعتبار نسب کے رشتہ داری تین طرح کی ہوتی ہے:۔

(۱) قرابت قریبہ جسمین اصول و فرع داخل ہین یعنی اپنی اولاد (ذکور واناث) اور اولاد کی اولاد آخر تک اور ماں اور باپ اور ان دونون کے ماں اور باپ اور دادا دادی اور نانا نانی وغیرہ اوپر تک

(۲) قرابت متوسطہ۔ جسمین اپنے بھائی بہن اور ان کی اولاد نیچے تک اور اپنے اور اپنے اصول کے صرف چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ شامل ہین اور چچا اور ماموں وغیرہ کی اولاد شامل نہین ہے،

(۳) قرابت بعیدہ۔ جسمین اپنے اور اپنے اصول کے چچا پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ کی اولاد خواہ وہ کتنے ہی نیچے درجے کی ہو اور تمام دیگر اعزا جو علاوہ قریبہ اور متوسطہ کے ہین شامل ہین۔

مندرجہ بالا قرابتون مین صرف قریبہ و متوسطہ والے ذارحم محرم کہلاتے ہین پس یہی دو قرابت والے ایسے ہین کہ جن کے ساتھ نکاح نہین جائز ہی اور جب کوئی شخص اپنے ایسے قرابت والے اعزہ مین سے کسی کا مالک ہو جائے تو وہ عزیز فوراً آزاد ہو جائے گا۔

قرابت بعیدہ والے اعزہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر اُن مین سے کوئی عزیز غلامی مین آجائے تو آزاد نہو گا۔ عصبات سببیہ مین جہان کہین لونڈی اور غلام کا تذکرہ آیا ہے اُس سے مراد ہر قسم کی لونڈی اور غلام ہین خواہ وہ قِن (کامل) ہون یا مدبر ہون یا مکاتب ہون۔

حَجُب جب کوئی وارث محض کسی دوسرے کی موجودگی کی وجہ سے اپنے مستحقہ حصہ کے کُل یا جزو کے پانے سے روکا جاوے تو اُسکو حَجُب کہتے ہین اور نہ پانیوالے یا کم پانے والے وارث کو محجوب اور جس وارث کی وجہ سے نہ پایا ہو یا کمی ہوئی ہو اسکو حاجب کہتے ہین۔ مثلاً میّت کے باپ کی موجودگی مین دادا کچھ نہین پاتا ہے تو باپ حاجب اور دادا محجوب کہلائیگا۔ اسی طور سے میت کی اولاد کی موجودگی کی وجہ سے میّت کی زوجہ کا حصہ ربع سے گھٹ کر ثمن رہ جاتا ہے تو اولاد حاجب اور زوجہ محجوب ہوئی۔

محجوب بالکلیہ و محروم کا فرق۔ محجوب وارث ہونیکی صلاحیت رکھتا ہے اور واقعی وارث ہے مگر اسکو اُس کا حصّہ نہین دیا جاتا ہے اسوجہ سے کہ اسی کا ایسا ایک وارث درجے مین میت سے زیادہ قریب زندہ موجود ہے اور محروم میت کا وہ

عزیز ہی جو وارث ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا ہے یعنی ممنوع الارث ہے مثلاً غیر مسلم و قاتل وغیرہ۔

حُجب کی دو قسمیں ہیں (۱) حجب حرمان۔ (۲) حجب نقصان۔

جب کوئی وارث اپنے مستحقہ حصے سے بالکلیہ روکدیا جائے اور کچھ نہ پائے اسکو حجب حرمان کہتے ہیں۔

جب کوئی وارث اپنے مستحقہ حصہ کے کسی جزو سے روک دیا جائے اور کچھ جزو حصہ پائے اسکو حجب نقصان کہتے ہیں،

حجب کی مندرجۂ بالا دونوں قسموں کے لحاظ سے ورثا کی تین تقسیمیں ہیں:۔

(۱) وہ ورثا جنکو کسی قسم کا حجب لاحق نہیں ہوتا ہے اور وہ تین ہیں (۱) باپ (۲) بیٹا (۳) بیٹی۔

(۲) وہ ورثا جنکو صرف حجب نقصان لاحق ہوتا ہے، حجب حرمان نہیں لاحق ہوتا ہے وہ بھی تین ہیں (۱) ماں (۲) زوج (۳) زوجہ۔

(۳) وہ ورثا جنکو دونوں قسم کا حجب لاحق ہوتا ہے وہ پوتا پوتی، جد، جدہ، بھائی، بہن اور باقی تمام دیگر اعزہ علاوہ مندرجہ دفعہ ۱ و دفعہ ۲ کے

مندرجۂ بالا ورثا میں سے نمبر ۳ والے ورثا جو کبھی حصہ پاتے ہیں اور کبھی نہیں ان کے حصہ پانے یا نہ پانے کا حال معلوم کرنے کے لیے ذیل کے دو قاعدے بنائے گئے ہیں جن میں سے کسی ایک کا پایا جانا کافی ہے،

(۱) جو شخص کسی واسطہ (میّت اور وارث مفروضہ کے درمیان کا شخص) کی وجہ سے حصہ پاتا ہے تو اگر وہ واسطہ والا (درمیانی شخص خود موجود ہوگا تو پھر یہ شخص (جو اس واسطہ کی وجہ سے میت کے ساتھ نسبت رکھتا ہے) حصہ نہ پائے گا۔ مثلاً پوتا (ابن الابن) کچھ حصہ نہ پائے گا جبکہ میّت کا بیٹا (ابن) جو پوتے کا باپ ہے موجود ہے اسی طور سے

میت کا دادا حصہ نہ پاے گا جبکہ میّت کا باپ زندہ ہو۔ اسی طرح سے میّت کی نانی (ام الام) محجوب ہوگی جبکہ میت کی ماں (ام) خود موجود ہوگی۔

اس قاعدہ کلیہ سے صرف اولاد ام مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ باوجودیکہ میت کی ماں کے وجہ سے میت کے ساتھ قرابت رکھتی ہے مگر پھر بھی ماں کی موجودگی مین وہ حصہ پاتی ہے حالانکہ بموجب قاعدہ کلیہ مندرجۂ بالا اُسکو محجوب ہونا چاہیے تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ اولاد ام کو جو حصہ ملتا ہے وہ اخوۃ کا ہے اور ماں کو جو حصہ ملتا ہے وہ اموت کا اور یہ قاعدہ کلیہ اُنھین ورثا پر جاری ہوتا ہے جو کہ ایک ہی قسم کے حصہ پانے والے ہوتے ہین یعنی جبکہ واسطہ اور ذی واسطہ ایک ہی قسم کے حصے کے مستحق ہون جیسے بیٹا اور پوتا جو کہ ابنیت کا حصہ پاتے ہین۔ یا باپ اور دادا جو ابوت کا حصہ پاتے ہین۔ یا ماں اور دادی اور نانی جو امومۃ کا حصہ پاتی ہین۔ یا تینون قسم کے بھائی اور چچا جو اخوۃ کا حصہ پاتے ہین تو جب بیٹا یا باپ یا ماں یا بھائی زندہ موجود ہونگے تو پوتا یا دادا یا دادی اور نانی یا چچا محجوب ہونگے،

(۲) الاقرب فالاقرب۔ یعنی جو شخص میت سے بلحاظ درجے کے زیادہ قربت رکھے گا وہ اُس شخص کو محجوب کردے گا جو میّت سے بلحاظ درجے کے اُس سے دور ہے مثلاً میّت کا بھائی اگر زندہ ہے تو میّت کا چچا محجوب ہوگا کیونکہ میت سے میت کے بھائی تک صرف ایک واسطہ ہے اس طور سے کہ بھائی میّت کے باپ کا لڑکا ہے (ابن الاب) اور میت سے میت کے چچا تک دو واسطے ہین اس طور سے کہ وہ میت کے باپ کے باپ کا لڑکا ہو (ابن اب الاب) تو ایک درجہ والا وارث میت سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت دو درجہ والے وارث کے پس بھائی حصہ پائیگا اور چچا محجوب ہوگا،

یہ قاعدہ کلیہ (الاقرب فالاقرب) عصبات ذوی الفروض اور ذوی الارحام سب پر نافذ ہوتا ہو

جو شخص خود وراثت سے محروم ہو وہ دوسرے ورثا کا حاجب نہین

ہوسکتا ہے البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم صرف حجب نقصان کرتا ہے لیکن حجب حرمان اُن کے نزدیک بھی نہین کرتا ہے مثلاً میّت کے کافر یا قاتل لڑکے کی موجودگی مین میّت کی ماں کو بدستور اُس کا فرض ایک ثلث ملیگا اور محروم لڑکا کالعدم سمجھا جائیگا۔ مگر حضرت امام ابن مسعودؓ کے نزدیک اس صورت مین میّت کی ماں کو سدس (۱/۶) حصہ ملیگا انھون نے ماں کے حصہ کو ثلث سے گھٹا کر سدس کردیا جیسا کہ دیگر لڑکون کی موجودگی مین ہوا کرتا ہے تو ہمارے نزدیک محروم نے حجب نقصان نہین کیا اور اُن کے نزدیک حجب نقصان کیا۔ البتہ اگر میت کا کافر لڑکا اور میّت کا مسلم پوتا ہو تو ہم دونون کے نزدیک پوتے کو تمام وکمال ترکہ ملےگا محروم لڑکا کوئی اثر نہ کرے گا تو احناف اور حضرت ابن مسعودؓ اس پر متفق ہین کہ محروم حجب حرمان نہین کرتا ہے،

جو شخص کسی نزدیکی وارث کی وجہ سے خود محجوب ہو وہ سب کے نزدیک دیگر ورثا کو حجب نقصان اور حجب حرمان دونون کرتا ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنے دو بھائی اور اپنے ماں و باپ چھوڑے تو اس صورت مین میت کی ماں کو بجاے ایک ثلث حصہ کے سدس ہی دیا جائیگا جیسا کہ میت کے دو بھائیون کی موجودگی مین ہوتا ہے گو وہ دونون بھائی اس مسئلہ مین خود بوجہ میت کے باپ کے محجوب ہین اور کچھ حصہ نہین پاتے ہین۔

کسور | اگر کسی مقدار مین صرف پوری پوری اکائیان ہون تو اُس کی قیمت شماری کو عدد صحیح کہتے ہین۔ مثلاً ۹ و ۱۲ و ۲۴ و ۳۱ وغیرہ۔ اگر کسی مقدار مین اکائی کے ایک یا زیادہ برابر حصے شامل ہون تو اُس کی قیمت شماری کو کسر کہتے ہین مثلاً ۳/۴ و ۱ ۵/۸ و ۲۱۱/۳۹۹ وغیرہ۔ حصون کی وہ تعداد جنمین اکائی تقسیم ہوتی ہے کسر کی نسب نما یا مخرج کہلاتی ہے مثلاً ۲/۵ مین عدد ۵ مخرج ہے، ایسے حصون کی تعداد جن سے کہ مقدار

کسر کی بنی ہے کسر کا شمار کنندہ یا کسر نما کہلاتی ہے مثلاً ۳/۴ مین عدد ۴ کسر نما ہے کسر سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اوپر کا عدد نیچے کے عدد سے تقسیم کیا ہوا ہے اسی لیے کسر کے پڑھنے مین یہ کہتے ہین کہ اوپر کا عدد بٹا ہوا نیچے کے عدد سے ہے مثلاً ۳/۴ کا مطلب یہ ہے کہ عدد ۳ عدد ۴ سے تقسیم کیا ہوا اسی لیے اس کو تین بٹا چار پڑھتے ہین اور لکھنے مین تقسیم ہونے والے عدد ۳ کو اوپر لکھا ہے اور جس عدد سے تقسیم ہوا ہے یعنی ۴ اُسکو نیچے لکھتے ہین اور درمیان مین ایک لکیر کھینچ دیتے ہین یہ لکیر تقسیم کی علامت ہے،

اگر کسی کسر کے اوپر اور نیچے والے عدد (کسر نما و مخرج) مین سے ہر ایک کو کسی ایک ہی سے ضرب کرین یا تقسیم کرین تو کسر کی قیمت مین کچھ تبدیلی نہین واقع ہوگی مثلاً ۲/۳ کو اوپر اور نیچے ۸ سے ضرب دین تو ۱۶/۲۴ حاصل ہونگے۔ اسی طور سے ۱۲/۱۶ کو اوپر و نیچے ۴ سے تقسیم کرین تو حاصل ۳/۴ ہوگا تو ہر دو صورت مین کسر کی مقدار مین کوئی فرق نہوا کیونکہ جو نسبت اوپر کے عدد کو نیچے کے عدد کے ساتھ پہلے تھی وہی ضرب اور تقسیم کے بعد بھی باقی رہی۔

کسر کی دو قسمین ہین :- (۱) کسر مفرد (۲) کسر مرکب۔

کسر مفرد وہ کسر ہے جسمین کہ کسر کے ساتھ کوئی عدد صحیح نہ ہو۔ مثلاً ۲/۵ و ۵/۹ و ۱۱۹/۱۰۸ وغیرہ۔

کسر مرکب وہ مخلوط کسر ہے جسمین کہ کسر کے ساتھ عدد صحیح بھی ہو مثلاً ۳ ۲/۸ و ۲۵ ۱۸/۹۹ و ۲۰۹ ۱۱/۱۲ وغیرہ۔

تحویل کسر مرکب :- اگر کسی کسر مرکب کو کسر مفرد کی صورت مین لانا ہو تو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ عدد صحیح کو (جو کسر کی داہنے جانب لکھا ہوتا ہے) کسر مفرد کے نیچے والے عدد (مخرج) سے ضرب کرین اور اُس حاصل ضرب مین اوپر کا عدد (کسر نما) جمع کرین اُس

حاصل جمع کو اوپر رکھیں یعنی کسر نما بنا دیں اور نیچے کا عدد (مخرج) وہی رہنے دیں جو پہلے تھا۔ مثلاً ۳ $\frac{2}{5}$ کسر مرکب ہے اُسکو کسر مفرد میں لانا ہے پس تین کو پانچ سے ضرب دیا پندرہ ہوے اسمین دو جوڑے سترہ ہوے تو جواب سترہ بٹا پانچ ہوا ($\frac{17}{5}$) اس کسر کا مخرج وہی پانچ رہا جو پہلے تھا۔

کسر مفرد کی دو قسمیں ہیں :- (۱) کسر واجب (۲) کسر غیر واجب

اگر کسی کسر مفرد کا اوپر والا عدد (کسر نما) نیچے والے عدد (مخرج) سے چھوٹا ہو تو اسکو کسر واجب کہتے ہیں مثلاً $\frac{2}{5}$ و $\frac{4}{15}$ وغیرہ۔

اگر کسر مفرد کا اوپر والا عدد اپنے مخرج سے بڑا ہو تو اُس کسر کو کسر غیر واجب کہتے ہیں مثلاً $\frac{7}{5}$ و $\frac{37}{11}$ و $\frac{97}{24}$ وغیرہ

اگر کسی کسر مفرد کو جو کسر غیر واجب ہے کسر مرکب میں لانا ہو تو اوپر والے عدد کو نیچے والے عدد (مخرج) سے تقسیم کریں جو خارج قسمت آئے گا وہ عدد صحیح لکھا جائے گا اور جو عدد باقی بچا ہے اُسکو کسر نما اور نیچے کا عدد جو تقسیم کرنے والا ہے وہ بدستور اس کسر کا بھی مخرج رہیگا، مثلاً $\frac{13}{5}$ جب ۱۳ کو ۵ سے تقسیم کیا تو خارج قسمت ۲ ہوا یہ عدد صحیح ہوا اور ۳ جو باقی بچا وہ کسر نما اور تقسیم کنندہ ۵ بدستور مخرج رہا ۲) ۱۳ | ۵

۳

جواب ۲ $\frac{3}{5}$ ہوا۔

ہم مخرج کسور | دو یا زیادہ کسریں بلا تبدیلی قیمت ایسے کسور میں لائی جا سکتی ہیں جنکے مخارج یکساں ہوں۔ ان کسروں کے ہم مخرج کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دی ہوئی کسروں کے مخارج کا ذو اضعاف اقل نکال لیا جائے اُسکے بعد ہر کسر کے مخرج سے اس مشترک ذو اضعاف اقل کو تقسیم کریں جو جواب آئے اُسکو اوپر کے عدد (یعنی ہر کسر کے کسر نما) سے ضرب کریں مثلاً $\frac{2}{9}$ و $\frac{5}{12}$ و $\frac{3}{10}$ کو ہم مخرج کرنا ہے مخارج ۹ و ۱۲ و ۱۰ کا مشترک ذو اضعاف اقل ۱۸۰ ہوا

۲ | ۹ و ۱۲ و ۱۰
۳ | ۹ و ۶ و ۵
۳ و ۲ و ۵

۲ × ۲ × ۳ × ۵ × ۲ × ۳ = ۱۸۰ اب ۱۸۰ کو ۹ سے

تقسیم کیا ۲۰ ہوا اُسکو ۲ سے ضرب کیا تو ۴۰ ہوا اب یہ عدد $\frac{۴۰}{۱۸۰}$ ہوا پھر ۱۸۰ کو ۱۲ سے تقسیم کیا اور ۵ سے ضرب دیا ۷۵ ہوا، اب یہ کسر $\frac{۷۵}{۱۸۰}$ ہوئی پھر ۱۸۰ کو ۱۰ سے تقسیم کیا اور ۳ سے ضرب دیا ۵۴ ہوا اور یہ کسر $\frac{۵۴}{۱۸۰}$ ہوئی اب ان تینون عددون کا جواب $\frac{۴۰}{۱۸۰}$ و $\frac{۷۵}{۱۸۰}$ و $\frac{۵۴}{۱۸۰}$ ہوا سب کے مخرج یکسان ہوگئے اور قیمت مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی۔

وہ کسرات جنکے مخرج یکسان ہون یعنی ہم مخرج ہون اُن مین وہ کسر بڑی ہے جسکے اوپر کا عدد (کسر نما) بڑا ہو مثلاً $\frac{۷}{۱۲}$ و $\frac{۵}{۱۲}$ مین $\frac{۷}{۱۲}$ بڑی کسر ہے اور $\frac{۵}{۱۲}$ چھوٹی ہے

وہ کسرات جنکے کسر نما (اوپر کے عدد) یکسان ہون اُن مین وہ کسر بڑی ہے جسکا نیچے کا عدد (مخرج) چھوٹا ہو، مثلاً $\frac{۵}{۳}$ و $\frac{۵}{۴}$ مین $\frac{۵}{۳}$ بڑی کسر ہے اور $\frac{۵}{۴}$ چھوٹی ہے،

مندرجۂ بالا بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ مختلف قسم کے کسرات مین جب یہ دریافت کرنا ہو کہ کون سی کسر بڑی اور کون چھوٹی ہے تو پہلے ہم کو چاہیے کہ اگر کچھ کسور مرکب ہون اُن کو مفرد مین لے آئین اُسکے بعد سب کسور مفرد کو ہم مخرج کر لین جسکا طریقہ اوپر بیان کیا ہے اُسکے بعد جس کسر کا جدید کسر نما بڑا آئے وہ بڑا ہے جو اُس سے چھوٹا ہے وہ کسر چھوٹی ہے اسی طور سے ترتیب وار معلوم ہو سکتے ہین مثلاً $\frac{۵}{۳}$ و $\frac{۲}{۹}$ و $\frac{۷}{۱۲}$ مین دریافت کرنا ہے کون کسر سب سے بڑی اور کون سب سے چھوٹی ہے

۳) ۳ و ۹ و ۱۲ پس ۳×۴×۳ = ۳۶ مشترک ذو اضعاف اقل ہوا اب ہر کسر کے نیچے کے
۱ و ۳ و ۴

عدد سے اس ۳۶ کو تقسیم کر کے اور اوپر والے عدد سے ضرب دیکر $\frac{۶۰}{۳۶}$ و $\frac{۸}{۳۶}$ و $\frac{۲۱}{۳۶}$ ہم مخرج ہوے اب اس مین $\frac{۶۰}{۳۶}$ سب سے بڑا اور $\frac{۲۱}{۳۶}$ اس سے چھوٹا اور $\frac{۸}{۳۶}$ سب سے چھوٹا ہے، لہذا اُن تینون کسرون مین $\frac{۵}{۳}$ سب سے بڑی اور $\frac{۲}{۹}$ سب سے چھوٹی

کسر ہوئی۔

اگر کسور کے ساتھ صرف عدد صحیح بھی ہو تو جس وقت ہم مخرج کرنا ہو تو عدد صحیح کے نیچے کا عدد ایک کو فرض کر لین گے اور عمل بدستور کرینگے۔ مثلاً ۳/۴ و ۸ و ۲ ۱/۶ کو ہم مخرج کرنا ہے تو اُس کو ۳/۴ و ۸/۱ و ۱۳/۶ لکھین گے مشترک ذو اضعاف اقل ۴ و ۱ و ۶ کا ۱۲ ہوا تو ۹/۱۲ و ۹۶/۱۲ و ۲۶/۱۲ کی صورت مین کسور ہم مخرج ہوئین۔

کسور کی جمع | جب دو یا زیادہ کسرون کو جوڑنا ہو تو جو کسر مرکب ہو اُسکو مفرد کر لو اور عدد صحیح کے نیچے ایک رکھکر ہم مخرج کر لو پس جو جدید کسر نما اوپر کے عدد حاصل آئین اُن کو جوڑ کر اوپر رکھو اور مشترک ذو اضعاف اقل کو مخرج کی جگہ پر رکھو جمع کی علامت یہ + ہے جو اعداد کے درمیان مین ہوتی ہے مثلاً ۲/۳ + ۶ + ۱ ۵/۹ یہ ہم مخرج اس صورت سے ہوے ۶/۹ + ۵۴/۹ + ۱۴/۹ اسکا جوڑ ۷۴/۹ ہوا۔

کسر کی تفریق | جب ایک کسر مین سے دوسری کسر کو یا عدد صحیح مین سے کسر کو باقی کرنا ہو تو دونون عددون کو ہم مخرج کر کے باقی گرالو۔ مثلاً ۶ - ۲ ۱/۲ اسکو اس صورت سے لکھا جاے ۶/۱ - ۵/۲ = ۱۲/۲ - ۵/۲ اس کا جواب ۷/۲ ہوا۔ تفریق کی علامت یہ - ہے۔

کسور کی ضرب | جب کسور کو ضرب کرنا ہو تو تمام کسور کے اوپر والے عددون کو آپس مین ضرب کر کے اوپر رکھدو اور نیچے کے عددون کو ضرب کر کے نیچے رکھدو ضرب کی علامت یہ × ہے اور جن عددون کے درمیان لفظ کا لکھا ہوتا ہے اُس سے بھی مراد ضرب ہوتی ہے۔ مثلاً ۵ × ۲ ۳/۴ کا ۵/۶ اسکو اول یون لکھین گے۔ ۵/۱ × ۱۱/۴ × ۵/۶ اسکا جواب ۱۱ ۱۱/۲۴ ہوا۔

کسور کی تقسیم | جب کسور کی تقسیم کرنا ہو تو تقسیم کرنیوالی کسر کو پلٹ دین گے یعنی اوپر والے عدد کو نیچے اور نیچے والے عدد کو اوپر کر کے حسب معمول ضرب کرینگے تقسیم کی علامت یہ ÷ ہو۔ مثلاً ۱ ۳/۴ کو ۸/۵ سے تقسیم کرنا ہے تو اُسکو یون لکھین گے ۷/۴ ÷ ۸/۵ =

$\frac{7}{4} \times \frac{5}{8} = \frac{35}{32}$ جواب ہوا؛

کسور تسعہ عربی میں جن کسروں کے نام اُن کے مخارج کے نام کی مناسبت سے رکھے گئے ہیں وہ ذیل کی نو کسرین ہین جنکو کسور تسعہ (کسور نہ گانہ) کہتے ہین:۔ $\frac{1}{2}$ کو عربی مین نصف و $\frac{1}{3}$ کو ثلث و $\frac{1}{4}$ کو ربع و $\frac{1}{5}$ کو خمس و $\frac{1}{6}$ کو سدس و $\frac{1}{7}$ کو سُبع و $\frac{1}{8}$ کو ثمن و $\frac{1}{9}$ کو تسع و $\frac{1}{10}$ کو عشر کہتے ہین۔ اسکے علاوہ جو کسرین ہین جنکا نسب نما ایک ہوتا ہے اور مخرج ۱۰ سے آگے والے عدد ہوتے ہین اُن کو مخرج کے عدد کے نام کے قبل لفظ جزءٍ بڑھا کر پکارتے ہین۔ مثلاً $\frac{1}{15}$ کو جزءٍ من خمسة عشر اور $\frac{1}{25}$ کو جزءٍ من خمسة وعشرین و $\frac{1}{40}$ کو جزءٍ من اربعین کہتے ہین اور جن کسرون کا اوپر والا عدد ایک سے زیادہ ہوتا ہے وہ انھین کسرون کا جن کا کسر نما ایک عدد ہے کرّرین یا ضربین ہوتی ہین۔ مثلاً $\frac{5}{6}$ (خمسة اسداس) دراصل $\frac{1}{6} \times 5$ ہے یا $\frac{4}{9}$ (اربعة اتساع) دراصل $\frac{1}{9} \times 4$ ہے یا $\frac{2}{3}$ (دو ثلث) دراصل $\frac{1}{3} \times 2$ ہے یا $\frac{9}{4}$ دراصل $\frac{1}{4} \times 9$ ہے۔ اسی طور سے کسور نہ گانہ خود بھی بعض بعض کے اجزا ہین اور جن کسرون کا اوپر والا عدد ایک ہے اور مخرج ۱۰ سے زائد ہے وہ سب کسور نہ گانہ کے اجزا ہین یا ان کا جوڑ ہے مثلاً $\frac{1}{12}$ نصف سدس ہے یعنی $\frac{1}{6}$ کا $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{15}$ ثلث الخمس ہے یعنی $\frac{1}{5}$ کا $\frac{1}{3}$ اور $\frac{1}{20}$ کو نصف عشر کہتے ہین یعنی $\frac{1}{10}$ کا $\frac{1}{2}$ اور سدس کو نصف ثلث بھی کہتے ہین یعنی $\frac{1}{3}$ کا $\frac{1}{2}$ وغیرہ۔

مخرج کسی مفرد کسر کا مخرج وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد صحیح ہے جس سے یہ کسر عدد صحیح مین آجاسے اور واحد ہو۔ مثلاً ربع کا مخرج چار ہے کیونکہ وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جسکا ربع عدد صحیح مین آتا ہے اور واحد ہوتا ہے گو دو کا بھی ربع نکلتا ہے جو نصف ہوتا ہے مگر وہ ربع عدد صحیح نہین نکلا بلکہ دو کا ربع کسر مین آیا اسی طور سے آٹھ کا ربع بھی عدد صحیح ہی نکلتا ہے یعنے دو ہوتا ہے مگر آٹھ چھوٹے سے چھوٹا عدد

نہین ہے کیونکہ چار جو آٹھ سے چھوٹا ہے اُس کا ربع بھی عدد صحیح مین نکل رہا ہے اس لیے ربع کا مخرج لازمی طور سے چار ہوگا اسی طور سے تمام کسور نہ گانہ کا مخرج اُن کے نیچے والا عدد ہے۔

قرآن پاک مین ذوی الفروض کے جو حصص مقرر ہوئے ہین وہ چھ ہین $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{2}{3}$ ان مین سے اول کے پانچ کسور نہ گانہ مین سے ہین اُن مین سے ہر ایک کا مخرج وہی ہے جو اُسکے نیچے کا عدد ہے اور آخر کا عدد $\frac{2}{3}$ دراصل $\frac{1}{3}$ کا دوگنا ہے اور اُس کا مخرج بھی ۳ ہے کیونکہ تین ہی وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جسکے دو تہائی عدد صحیح مین نکلتے ہین۔ تین کا ثلث ایک ہے اور ایک کا دوگنا دو ہے لہذا تین کا دو ثلث دو ہوا۔ تو اب ان چھ فروض کے پانچ مخرج ہوئے ۸ و ۴ و ۲ و ۶ و ۳ جنمین سے ۸ و ۴ و ۲ نوع اول اور ۶ و ۳ نوع ثانی کے مخرج ہین۔

ورثار کا مسئلہ لگانا کسی ایسے چھوٹے سے چھوٹے عدد کو دریافت کرنا جس سے کسی مسئلہ کے ایک یا زیادہ ذوی الفروض کے حصے عدد صحیح مین آجائین اس کو مسئلہ لگانا کہتے ہین جب ایسا عدد دریافت ہو جاے تو جائداد کے اُسی قدر حصے کیے جائینگے اور ہر ذی فرض کو اُسکے حصے کے بقدر دیے جائینگے ممکن ہے کہ وہ دریافت شدہ عدد سب تقسیم ہو جاے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حصص دینے کے بعد کچھ باقی رہ جاے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حصے پورے نہین ہوتے ہین، اب اگر ذوی الفروض مین سے صرف ایک ہی وارث ہو (خواہ اُسکے ساتھ عصبہ ہو یا نہو) تو جو اس ذی فرض کا حصہ مقرر ہے اُسی کے مخرج سے مسئلہ کیا جاے گا یعنی جائداد کے حصے موافق تعداد اُس حصہ کے مخرج کے عدد کے کیے جائینگے۔ مثلاً اگر کوئی شخص مرا اور اُس نے اپنی زوجہ اور بھائی چھوڑا تو اسمین صرف زوجہ کا حصہ مقرر ہے یعنی وہی ذوی الفروض مین سے ہے اور بھائی عصبہ ہے اور چونکہ میت کی کوئی اولاد نہین ہے اسوجہ سے

اس موقعہ پر زوجہ کا حصہ ربع ($\frac{1}{4}$) ہے اور $\frac{1}{4}$ کا مخرج ۴ ہے لہذا مسئلہ چار سے لگایا جاے گا اور چار کا ربع یعنی ایک زوجہ کو دیا جاے گا گویا متروکہ کے چار حصے کیے جائینگے جسمین سے ایک حصہ زوجہ کو دیا جائیگا اور جو چار عدد مین سے تین حصے باقی رہ گئے ہین وہ بھائی کو بلحاظ عصوبت ملین گے طریقہ تحریر مسئلہ کا یہ ہے۔

المسئلہ من ۴

زوجہ	اخ
۱	۳

اسی طور سے اگر صرف $\frac{1}{8}$ والا ذی فرض ہو تو مسئلہ ۸ سے اگر $\frac{1}{4}$ والا ہو تو ۴ سے اگر $\frac{1}{6}$ والا ہو تو چھ سے اور اگر $\frac{1}{3}$ والا یا $\frac{2}{3}$ والا ذی فرض ہو تو تین سے مسئلہ لگایا جاے گا،

اور اگر میّت کے ورثا مین دو یا دو سے زائد ذوی الفروض ہون تو یا تو سب ایک ہی صنف کے حصے والے ذوی الفروض ہونگے یا دونون صنف کے حصون کے ذوی الفروض ملے ہوے ہونگے۔ اگر ایک ہی صنف والے ذوی الفروض ہین تو انمین سے جو چھوٹا حصہ ہوگا اُسکے مخرج سے مسئلہ کیا جاے گا۔ مثلاً دو ذوی الفروض ہین ایک $\frac{1}{4}$ والا اور دوسرا $\frac{1}{2}$ والا تو $\frac{1}{4}$ اور $\frac{1}{2}$ مین $\frac{1}{4}$ چھوٹا ہے لہذا مسئلہ $\frac{1}{4}$ کے مخرج ۴ سے کیا جاے گا یا $\frac{1}{2}$ حصہ والا اور $\frac{1}{8}$ حصہ والا یا $\frac{1}{4}$ اور $\frac{1}{8}$ والا حصہ دار ہو تو مسئلہ ۸ سے کیا جاے گا اور اگر $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ تینون حصے والے یعنے صنف اول کے ذوی الفروض ہین تو مسئلہ ۸ سے کیا جاے گا کیونکہ $\frac{1}{8}$ ان تینون مین چھوٹا ہے۔ اسی طور سے صنف ثانی مین اگر $\frac{1}{3}$ اور $\frac{1}{6}$ والے حصہ دار ہون تو مسئلہ ۶ سے کیا جائیگا کیونکہ $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ مین $\frac{1}{6}$ چھوٹا ہے اور اُس کا مخرج ۶ ہے یا $\frac{2}{3}$ و $\frac{1}{6}$ والے حصہ دار ہون تب بھی مسئلہ ۶ سے ہوگا یا $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ والے حصہ دار ہون تو مسئلہ ۳ سے ہوگا اور اگر $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ تینون

حصے والے (جو صنف ثانی کے ہین) اکٹھا ہوجائین تو مسئلہ ۶ سے ہوگا کیونکہ اُن تینون مین $\frac{1}{6}$ چھوٹا ہے اور اُس کا مخرج ۶ ہے، اور اگر میّت کے ورثا مین بعض ذوی الفروض ایک صنف کے حصہ والے ہون اور بعض دوسری صنف کے حصہ والے ہون، تو اُس صورت مین ذیل کے قواعد سے مسئلہ کا عدد آسانی سے دریافت ہوجاتا ہے،

(۱) اگر صنف اول کا $\frac{1}{2}$ ہو اور صنف ثانی مین سے ایک یا زیادہ حصہ والے ذوی الفروض ہون تو ہمیشہ مسئلہ ۶ سے ہوگا، کیونکہ ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) سب کا مشترک مخرج از روے حساب ۶ ہوتا ہے۔

(۲) اگر صنف اولے مین سے صرف $\frac{1}{4}$ ہو اور صنف ثانی مین سے کوئی ایک یا دو یا تینون حصہ والے ذوی الفروض ہون تو ہمیشہ مسئلہ ۱۲ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) سب کا مشترک ذو اضعاف اقل ۱۲ ہے اور بموجب حساب دو کسرون یا تین یا زیادہ کسرون کے مخرج کا ذو اضعاف اقل دو یا تین یا زیادہ کسرون کا مشترک مخرج ہوتا ہے

(۳) اگر صنف اول مین سے $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{4}$ کے حصے والے ہون اور صنف ثانی مین سے ایک یا زیادہ حصہ والے ہون تب بھی مسئلہ ۱۲ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) کا مشترک مخرج ۱۲ ہے

(۴) اگر صنف اول مین سے $\frac{1}{8}$ حصہ والا صنف ثانی کے ایک یا زیادہ حصے والون کے ساتھ جمع ہوجاوے تو ہمیشہ مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) مین سے ہر جوڑ کا ذو اضعاف اقل جو مشترک مخرج ہے ۲۴ ہوتا ہے،

(۵) اگر صنف اول مین سے ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{8}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$) والے ذوی الفروض ہون اور صنف ثانی کے ایک یا دو یا تینون حصہ والے ذوی الفروض جمع ہوجائین تب

بھی مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ یہی عدد (۲۴) اُن کے مخارج کا ذو اضعاف اقل ہی

(۶) اگر صنف اول کے تینون حصے والے ذوی الفروض صنف ثانی کے ایک یا دو یا تینون حصے والے ذوی الفروض کے ساتھ جمع ہوجائین تب بھی مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ یہ ہی اُن کے مخارج کا ذو اضعاف اقل ہے

علماء فرائض نے جہانتک تحقیق کی ہے کوئی ایسا مسئلہ نہین معلوم ہوسکا جسمین ثمن (۱/۸) کا حصہ والا صنف ثانی کے تینون (۱/۶ و ۱/۳ و ۲/۳) حصے والون کے ساتھ اکٹھا ہوسکے (صنف ثانی کے ایک یا دو حصون کے ساتھ ثمن کا جمع ہونا ممکن ہی) البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک جمع ہوسکتا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک محروم حجب نقصان کرتا ہے، اور احناف کے نزدیک چونکہ محروم کسی قسم کا حجب نہین کرتا ہے اس لیے احناف کے نزدیک ثمن کا تمام صنف ثانی کے ساتھ جمع ہونا ناممکن ہے پس جبکہ کسی شخص نے اپنے ورثا رین کافر لڑکا و زوجہ و مان و دو سگی بہنین اور دو اخیافی بہنین چھوڑین تو حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک یہان زوجہ کا ثمن ہے محروم لڑکے نے زوجہ کا حصہ ربع سے گھٹا کر ثمن کردیا یعنی حجب نقصان کیا اور احناف کے نزدیک زوجہ کا ربع ہے کیونکہ لڑکا کافر کسی طرح کا حجب نہین کرتا ہے

مسئلہ نزد حضرت ابن مسعودؓ

المسئلہ ۲۴ تعول الی ۳۱

ابن محروم	زوجہ	ام	اختین لاب وام	اختین لام
×	۳	۴	۱۶	۸

مسئلہ نزد احناف

المسئلہ ۱۲ تعول الی ۱۷

ابن محروم	زوجہ	ام	اختین لاب وام	اختین لام
×	۳	۲	۸	۴

اصل یہ ہے کہ ثمن کی حصہ دار صرف زوجہ ہوتی ہے جسکا اصلی حصہ ربع ہے لیکن اگر میت کی اولاد ہوتی ہے تو ثمن ہوجاتا ہے اور اولاد مین ایسا کوئی ذی فرض نہین ہے

جو سدس اور ثلث کا مستحق ہو اس لیے ثمن (⅛) سدس (⅙) اور ثلث (⅓) کے ساتھ کسی طرح جمع نہین ہو سکتا ہے سوا ے ابن مسعودؓ کے مسلک پر کہ محروم لڑکا فرض کر لیا جاے تو زوجہ کا ثمن ہو جاے گا اور اُس کے ساتھ ماں (سدس والی) اور دو اخیافی بہنین ثلث والی، جمع ہو سکتی ہین مگر احناف کے نزدیک ایسا نہین ہو سکتا ہے۔ اسی طور سے ثمن (⅛) ثلث (⅓) اور دو ثلث (⅔) کے ساتھ جمع نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دو ثلث والے ذوی الفروض یا دو بہنین ہین یا دو لڑکیاں ہین مگر بہنوں کی موجودگی سے زوجہ کا حصہ ثمن نہین ہو سکتا ہے پس لامحالہ زوجہ کے ساتھ دو ثلث والی حصہ دار لڑکیاں ہون گی تو اب ثلث پانیوالا کوئی نہین ہو سکتا ہے ثلث کی حصہ دار یا تو ماں (ام) ہے یا دو اولاد ام تو ماں کا حصہ بوجہ اولاد کے ثلث سے سدس ہو گیا اور اولاد ام تو بالکل محروم ہو گئی اس لیے ثمن (⅛) سُدس (⅙) و ثلث (⅓) کے ساتھ بھی نہین جمع ہو سکتا ہے۔ اسی ضمن مین یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ⅛ صرف ⅓ کے ساتھ یا صرف ⅙ کے ساتھ بھی جمع نہین ہو سکتا ہے کیونکہ ان دونون حصون (⅙ ⅓) مین سے تنہا کوئی بھی زوجہ کا حاجب نہین ہے اگر اولاد موجود ہوتی ہے تو یہ حصے نہین رہتے ہین،

مسئلہ مین ورثا کے حصے جب یہ معلوم ہو گیا کہ فلاں عدد سے مسئلہ ہو گا تو اب اس مسئلہ سے ہر وارث کا حصہ نکال لیا جاے جسکا نصف ہو اُس کو مسئلہ کا نصف دیدیا جاے جسکا ربع ہو مسئلہ کا ربع دیدیا جاے، جس ذی فرض کا سدس ہو اسکو مسئلہ کے عدد کا سدس دیدیا جاے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ذی فرض کے حصہ مقررہ کے مخرج سے مسئلہ کے عدد کو تقسیم کر دیا جاے اگر ذوی الفروض کے دینے کے بعد کچھ باقی رہجاے تو وہ عصبہ موجود کو دیا جاے باقی معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ مسئلہ مین سے مختلف ذوی الفروض کو جو کچھ ملا ہے اُس کو جمع کر لیا جاے اگر مسئلہ کے عدد سے کچھ باقی رہا ہو تو

وہ عصبہ کا حق ہے اگر باقی نہین ہو تو عصبہ کو کچھ نہ ملے گا مثلاً ایک شخص مرا اور اس نے ماں و بہن و چچا کو چھوڑا تو اس مسئلہ مین ماں کا ثلث ہے کیونکہ صرف ایک بہن ہے اگر دو ہو تین تو سدس ہوتا اور بہن کا نصف ہے کیونکہ ایک ہے اگر دو ہو تین تو دو ثلث ہوتا اور چچا عصبہ ہے اب چونکہ نصف و ثلث جمع ہوے لہذا مسئلہ ۶ سے ہوگا اب اس ۶ کا نصف یعنی ۳ بہن کو اور اسی چھ کا ثلث یعنی ۲ ماں کو ملے گا اب ان ذوی الفروض کے حصص کا مجموعہ ۵ ہوا۔ اب مسئلہ کے عدد مین سے ایک باقی رہا وہ چچا کو ملے گا طریقہ لکھنے کا یہ ہے،

المسئلہ من ۶		
ام	اخت	عم
۲	۳	۱

مشقی سوالات

(۱) ایک عورت مری اس نے شوہر۔ ماں۔ بہن۔ بیٹی چھوڑی تو بتاؤ ذوی الفروض کے حصص کیا ہین اور مسئلہ کس عدد سے ہوگا اور اس مسئلہ سے ہر وارث کو کیا ملے گا؟

(۲) ایک شخص مرا اس نے زوجہ۔ لڑکا۔ بہن۔ جدہ چھوڑی مسئلہ لگا کر حصہ کشی کرو؟

(۳) ایک شخص مرا اس نے ماں۔ باپ۔ دادا۔ لڑکی۔ بہن چھوڑی مسئلہ لگا کر حصہ کشی کرو؟

(۴) ایک میت نے اپنے ورثا مین سے سوتیلی ماں۔ سوتیلا بھائی اور سگا ماموں چھوڑا سب کے حصے بتاؤ۔

(۵) ایک میت نے پھوپھی۔ پوتا۔ اولاد ام چھوڑی کس کو کس قدر جائداد ملے گی،

(۶) ایک میت کے ورثا میں صرف ماں ہے جائداد کیونکر تقسیم کیجائیگی؟

(۷) ایک میّت کے ورثا میں ۵ لڑکے اور ۶ لڑکیاں ہیں ہر ایک کا کیا حصہ ہوا؟

(۸) ایک میّت نے دو ہزار روپیہ ترکہ میں چھوڑے اور اسکے ذمہ پانچ سو روپیہ زکوٰۃ کے اور چھ سو روپیہ دین مہر اور تین سو روپیہ زید کے اور بارہ سو روپیہ عمرو کے اور نو سو روپیہ خالد کے قرضہ ہیں اور ورثا میں صرف اُس کا لڑکا اور ماں ہیں تو بتاؤ ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا؟

(۹) ایک شخص کا ترکہ اکیس سو روپیہ تھا جسمیں سے ایک سو روپیہ اُس کی تجہیز و تکفین میں صرف ہوگیا اب پانچ سو روپیہ بیوی کے دین مہر کے باقی ہیں اور بیوی کو سب روپیہ میت نے بموجب وصیّت نامہ رجسٹری شدہ دلوایا ہے بیوی نے باوجود ماں کی مخالفت کے اُس روپیہ میں سے سیوم و چالیسواں کیا اور اُس کا خرچہ مجرا مانگتی ہے، اُسکے ورثا میں صرف ماں اور بیوی ہے اور ماں اس وصیّت کو نہیں قبول کرتی ہے تو بتاؤ ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا؟

(۱۰) ایک شخص نے اپنے ورثا میں اخت عینی بنت بنت الابن بنت ابن الابن بنت ابن ابن الابن اور ابن ابن ابن الابن چھوڑے تو ہر ایک کے حصے بتاؤ اور مسئلہ لگا کر حصہ کشی کرو؟

جوابات

(۱) اس مسئلہ میں شوہر کا (بوجہ بیٹی کے) ربع ہے، ماں کا (بوجہ بیٹی کے) سُدس ہے۔ بیٹی کا (بوجہ تنہائی کے) نصف ہے اور بہن (بیٹی کی وجہ سے) عصبہ ہو اب ¼ و ⅙ و ½ اکٹھا ہوئے اس لیے مسئلہ ۱۲ سے ہوا اور ۱۲ کا ربع یعنی ۳ شوہر کو اور ۱۲ کا

سدس یعنی ۲ ماں کو اور ۱۲ کا نصف یعنی ۶ بیٹی کو اور بقیہ ایک بہن کو دیا جائیگا

المسئلہ من ۱۲

زوج	ام	بنت	اخت
۳	۲	۶	۱

(۲) اس مسئلہ میں زوجہ کا ثمن ہے (بوجہ لڑکے کے) لڑکا عصبہ ہے بہن محجوب (بوجہ لڑکے کے) ہے اور جدہ (بوجہ عدم اظہار ہمیشہ صحیحہ سمجھی جاوے گی) کا سدس ہے اب ⅛ و ⅙ اکٹھا ہوئے مسئلہ ۲۴ سے ہوا۔

المسئلہ من ۲۴

زوجہ	جدہ	لڑکا	اخت
۳	۴	۱۷	م

(۳) صورت مسئولہ میں ماں کا ⅙ و باپ کا ⅙ اور وہ عصبہ بھی ہے دادا اور بہن دونوں بوجہ باپ کے محجوب ہیں اور لڑکی کا حصہ نصف ہے

المسئلہ من ۶

ام	اب	اب الاب	بنت	اخت
۱	۱+۱=۲	م	۳	م (محجوب)

اس مسئلہ میں باپ کو ایک حصہ فرضیت کا اور ایک حصہ عصوبت کا ملا ہے۔

(۴) صورت مسئولہ میں تمام ترکہ سوتیلے بھائی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ ہے سوتیلی ماں کسی حیثیت سے وارث نہیں ہے اور ماموں ذوی الارحام میں سے ہے جو مؤخر ہے

(۵) صورت مسئولہ میں تمام ترکہ پوتے (ابن الابن) کو ملے گا وہ عصبہ ہے اولاد ام بوجہ اولاد میت کے محجوب ہے اور پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے۔

(۶) ماں کو ثلث حصہ بوجہ فرضیت اور باقی ترکہ از روے رد کے ملے گا کیونکہ عصبہ کی عدم موجودگی میں ذوی الفروض پر بقیہ کی رد کردیجاتی ہے۔

(۷) صورت مسئولہ مین ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا لڑکے عصبہ بنفسہ اور لڑکیان عصبہ بغیرہ ہین اور ذوی الفروض مین سے کوئی نہین ہے اور پانچ لڑکے بجاے دس لڑکیون کے فرض کیے اور چھ اصل لڑکیان جوڑین جملہ سولہ ہوئین لہذا جائداد کے سولہ حصے کیے جائینگے جسمین سے دو دو حصے ہر ایک لڑکے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک لڑکی کو دیا جائیگا۔

(۸) صورت مسئولہ مین تمام قرضون کی مقدار تین ہزار پانچ سو ہے جسمین پانچ سو زکوۃ والے اللہ تعالی کے قرضہ ہین اور تین ہزار روپیہ بندون کا قرضہ ہے کیونکہ دین مہر بھی بندون کے مثل دیگر قرضون کے ہر حالت مین شمار ہوتا ہے اب چونکہ اداے قرضہ جات تقسیم وراثت پر مقدم ہے لہذا پہلے قرضہ دیا جائیگا لیکن قرضون کی تعداد متروکہ سے زیادہ ہے اس لیے اللہ تعالی کا قرضہ ادا کیا جائیگا اب صرف بندون کا تین ہزار روپیہ کا قرضہ ہے اُسکے واسطے بھی متروکہ کافی نہین ہے پس ہر ایک قرضدار کو اُسکے قرضہ کا دو ثلث دیا جاے گا کیونکہ متروکہ تمام قرضون کا دو ثلث ہے پس دین مہر کے چارسو روپیہ اور زید کو دوسو روپیہ اور عمر کو آٹھ سو روپیہ اور خالد کو چھ سو روپیہ بالعوض قرضہ ادا کیے جائینگے اور باقی قرضہ کو قرضخواہون سے معاف کرانے کی کوشش کی جاے۔ متروکہ کچھ نہین بچا لہذا لڑکا اور ربان کچھ نہین پائینگے۔

(۹) اکیس سو روپیہ مین سے ایک سو روپیہ تجہیز و تکفین کے مجرا دیکر پانچسو روپیہ دین مہر کا دیا جائیگا اب پندرہ سو روپیہ باقی رہے اُسکے ثلث سے وصیت کا اجرا ہوسکتا تھا مگر بوجہ اسکے کہ بیوی (جو کہ وارث ہے) کے نام وصیت ہے اور ربان اُسکو قبول نہین کرتی ہے لہذا وصیت کا نفاذ نہین ہوسکتا ہے اور ربان کی مخالفت کی وجہ سے سیوم و چالیسوین کا خرچہ بھی ترکہ سے نہین دیا جاسکتا ہے تو اب بقیہ پندرہ سو کا ربع

یعنی تین سو پچھتر روپیہ (۳۷۵) زوجہ کو اور پندرہ سو کا ثلث یعنی پانچ سو روپیہ (۵۰۰) ماں کو بہ حیثیت ذی فرض ہونے کے دیا جائیگا اور بقیہ چھ سو پچیس روپیہ (۶۲۵) عصبہ کا حق ہے مگر وہ موجود نہیں ہیں لہذا ذوی الفروض پر بقیہ کو رد کیا جائیگا اب اس مسئلہ میں ماں اور زوجہ ذوی الفروض میں سے ہیں جن میں ماں ذوی الفروض نسبیہ میں سے ہے اور زوجہ ذوی الفروض سببیہ میں سے ہے اور ذوی الفروض سببیہ پر رد نہیں ہوتی ہے لہذا بقیہ چھ سو پچیس روپیہ ماں کو پھر دیدیا جائے گا پس ماں کو جملہ سوا گیارہ سو روپیہ ملا۔

(۱۰) صورت مسئولہ میں اخت عینی بوجہ ابن ابن ابن الابن کے محجوب ہے بنت کا نصف حصہ ہے اور بنت الابن کا سدس حصہ (تکملۃ للثلثین) ہے اور بنت ابن الابن اور بنت ابن ابن الابن بوجہ ابن ابن ابن الابن کے عصبہ ہیں۔

المسئلہ من ۶

ابن ابن ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	بنت ابن الابن	بنت الابن	بنت	اخت
۱	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	۱	۳	م

عول عول کے لغوی معنی ظلم کی جانب مائل ہونے کے ہیں اور اصطلاح اہل فرائض میں عول اس مسئلہ کو کہتے ہیں جسمیں ذوی الفروض کے حصوں کا مجموعہ اس عدد سے (مخرج) زیادہ ہوجائے جس سے مسئلہ لگایا ہے اور یہ زیادتی مسئلہ کے عدد کی کسر نہ گنتی میں سے کوئی کسر ہو۔ یعنی یہ زیادتی مسئلہ کے عدد کی نصف یا ربع یا سدس یا ثلث یا عشر وغیرہ ہو، مثلاً ایک عورت مری اُس نے اپنے ورثا میں زوج اور دو بہنیں (جب تک کوئی وصف مذکور نہو ہمیشہ سگی بہن مراد ہوگی) چھوڑیں تو یہاں پر زوج کا حصہ نصف اور بہنوں کا حصہ دو ثلث ہے پس مسئلہ ۶ سے ہوگا جسمیں سے زوج کے ۳ حصے ہوے (نصف کے مخرج ۲ سے مسئلہ کے عدد ۶ کو تقسیم کیا) اور ۴ حصے دونوں

بہنون کے ہوے (۱) کو ثلث کے مخرج ۳ سے تقسیم کیا ۲ ہوے پھر دو کو ۲ سے ضرب دیا کیونکہ دو ثلث معلوم کرنا ہین تو ۴ ہوے) اب ان دونون حصون کا مجموعہ ۷ (سات) ہوا تو مسئلہ کے عدد (۶) پر ایک کی زیادتی ہوئی اور یہ ایک اصل مسئلہ یعنی ۶ کا سدس ہے (جو کسور تسعہ مین سے ایک کسر ہے) تو اب جائداد کے بجاے چھ حصے کرنے کے سات حصے کیے جائین گے اور یہ لکھا جاے گا کہ المسئلہ من ۶ تعول الی ۷

المسئلہ من ۶ تعول الے ۷

زوج	اختین
۳	۴

تو اب اس صورت مین ہر ذی فرض کا حصہ تھوڑا تھوڑا گھٹ گیا کیونکہ زوج کو نصف ملنا چاہیے تھا جو ۳ ½ ہوتے ہین اور اسی طور سے ۲ بہنون کا بھی بہت خفیف حصہ گھٹ گیا، عول اسی کو کہتے ہین کہ لغوی معنون سے مناسبت ہے،، اور یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ذوی الفروض کے مخارج ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۲۴ کے سوا اور نہین ہو سکتے ہین خواہ ایک ذی فرض ہو یا متعدد ذوی الفروض ہون اور ان مین سے جہانتک تحقیق کی گئی ہر جن مسائل کا مخرج ۲ یا ۳ یا ۴ یا ۸ ہو گا اُن کا کبھی عول نہین ہو گا (یعنی ذوی الفروض کے حصص کم نہ پڑینگے) البتہ جن مسائل کا مخرج ۶ یا ۱۲ یا ۲۴ ہو گا اسمین کبھی عول ہو گا اور اُس مین یہ بھی تحقیق ہو گیا ہے کہ ۶ کا عول ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ تک ہوتا ہے اور ۱۲ کا عول صرف طاق عدد مین ہوتا ہے یعنی ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ کا ہوتا ہے وبس اور ۲۴ کا صرف ایک عول ۲۷ کا ہوتا ہر وہ بھی صرف مسئلہ ممبریہ پہ محدود ہے،

مسئلہ ممبریہ | ایک شخص مرا اُس نے زوجہ - دو لڑکیان - مان اور باپ چھوڑے تو بوجہ اسکے کہ ⅛ و ⅔ و ⅙ اکٹھا ہوے ہین پس مسئلہ ۲۴ سے ہو گا جسمین سے زوجہ کو

ثمن یعنی تین اور لڑکیون کو دو ثلث یعنی سولہ اور ماں کو سدس یعنی چار اور باپ کو بھی سدس یعنی چار ملین گے اور ان سب حصص کا مجموعہ ستائیس ہوا۔ (۳+۱۶+۴+۴=۲۷) یعنی مخرج (۲۴) پر ۳ کی زیادتی ہوئی جو مخرج کا ثمن ہے

المسئلہ من ۲۴ تعول الی ۲۷

اب	ام	ابنتین	زوجہ
۴	۴	۱۶	۳

مندرجہ بالا مسئلہ کو مسئلہ ممبریہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہ مسئلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسوقت دریافت کیا گیا تھا جبکہ آپ شہر کوفہ کی مسجد مین ممبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے دوران خطبہ ہی مین فوراً جواب بتا دیا اسپر پھر دریافت کرنیوالے نے اعتراضاً دریافت کیا کہ کیا زوجہ کا ثمن نہین رہیگا تو آپ نے پھر اُسی خطبہ مین جواب دیا کہ زوجہ کا آٹھوان حصہ یہان پر نوان حصہ ہوگیا ہے اور پھر آپ نے اپنا خطبہ جاری رکھا حاضرین کو آپ کی اس ذہانت سے بہت تعجب ہوا اور یہ مسئلہ اسی نام سے نامزد ہوگیا۔

علماء احناف کے نزدیک تو ۲۴ کا عول صرف ۲۷ کا ہوتا ہے مگر حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک علاوہ اسکے ۲۴ کا ایک اور عول ۳۱ کا بھی ہوتا ہے جسکا مسئلہ یہ ہے

المسئلہ من ۲۴ تعول الی ۳۱ عند ابن مسعودؓ

ابن کافر	اختین اخیافی	اختین عینی	ام	زوجہ
محروم	۸	۱۶	۴	۳

علماء احناف کے نزدیک یہ مسئلہ اسطور سے ہوگا

المسئلہ من ۱۲ تعول الی ۱۷

ابن کافر	اختین اخیافی	اختین عینی	ام	زوجہ
محروم	۴	۸	۲	۳

بوجہ اسکے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک محروم حاجب از قسم حجب نقصان ہوتا ہے لہذا زوجہ کا حصہ ثمن ہوگیا اور مسئلہ ۲۴ سے ہوا مگر احناف کے نزدیک چونکہ محروم حاجب نہین ہوتا ہے اسی لیے زوجہ کا حصہ بدستور ربع رہے گا اور مسئلہ ۱۲ سے ہوگا۔

مندرجۂ بالا مسائل کے عمل سے یہ روشن ہوگیا کہ عول سے مقصد یہ ہی کہ چونکہ مخرج تمام ذوی الفروض کے حصے دینے مین (پورا کرنے مین) تنگ ہوگیا ہے اور ہر ذوی فرض کو وہ حصہ دینا ضروری ہے جو اُسکے لیے قرآن پاک مین لکھدیا گیا ہے تو اب اُسکے حل کی کیا صورت ہوسکتی ہے فرض کرو کہ دو وارثا نصف نصف والے ہین اور ایک وارث ثلث والا ہے یہ ظاہر ہے کہ کسی عدد مین دو نصفون سے زائد نہین ہوسکتا ہو پھر یہ ثلث کہان سے دیا جائیگا اس لیے یہ طریقہ نکالا گیا کہ ہر ذوی فرض سے بحصۂ رسدی کچھ کم کرلیا جاے اُسکے عمل حسابی مین لانے کا آسان طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ موافق معمول کے مسئلہ مشترک مخرج سے کیا جاے اور اُس سے ہر ذوی فرض کو حصہ دیدیا جاے اور جو کچھ مجموعۂ سہام (حصص) ہو اسکو اصل سمجھا جائے مثلاً ایک عورت مری اُس نے اپنا شوہر اپنی بہن اور ماں چھوڑی تو چونکہ شوہر کا نصف اور بہن کا نصف اور ماں کا ثلث ہے اس لیے مسئلہ ۶ سے ہوا شوہر کو ۳ اور بہن کو ۳ اور ماں کو ۲ ملے اور مجموعۂ سہام ۸ ہوا تو گو مسئلہ ۶ سے ہوا مگر آئندہ عمل کے واسطے یہ سمجھنا چاہیے کہ اصل مین مسئلہ ۸ سے ہوا ہے اس واسطے لکھدینا چاہیے کہ المسئلہ من

۶ تعول الے ۸
ش ۳ ۰ ۵ ۳

مشقی سوالات

(۱) ذوی الفروض کے اُن مخارج کے نام لکھو جنکا کبھی عول نہین ہوتا ہے ہر ایک کی مثال بصورت مسئلہ تحریر کرو۔